الحمد للہ تعالیٰ

کہ رسالہ حقانی موجب بصیرت ایمانی موسوم بہ

تحفہ لاثانی

براے

فرقہ رضاخانی

(جس میں)

مکمل روئداد اُس مباحثہ کی مع فیصلۂ حکم صاحب درج ہے جو مابین اہل سنت و جماعت و فرقۂ مذکورہ
بمقام ماہم شریف بمبئی بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ ہوا اہل سنت و جماعت کی طرف سے
حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ اور فرقۂ رضاخانی کی طرف سے
مولوی نثار احمد صاحب کانپوری مناظر اور علامہ احمد بن محمد الشبلی معتمد سلطان مسقط و عمان حکم تھے

(جس کو پہلی مرتبہ)

الٰہی بخش محمد اسحاق پہلوان نے مرتب کیا اور سیٹھ عبد الرحمن ابراہیم فیت
والے نے خلافت پریس بمبئی میں چھپوا کر شائع کیا تھا

(اب دوسری مرتبہ)

بعد نظر ثانی و اضافۂ بعض حواشی و تکملۂ تحقیقات اربع کارپردازان رسالۂ النجم نے

عمدۃ المطابع پریس لکھنؤ میں طبع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

ضروری تمہید

آج کل عام طور پر دردمندانِ اسلام کو یہ بات محسوس ہو رہی ہے کہ فرقۂ رضاخانی اسلام کا سب سے زیادہ دشمن اور اس کا وجود مسلمانانِ عالم کے لیے سب سے زیادہ مضرت رسان ہے نئی نئی باتین نکال کر مسلمانون کو گمراہ کرنا دین کو بگاڑنا باہم مسلمانون کو لڑانا ان مین تفرقہ ڈال کر ایک کو دوسرے کا دشمن بنانا اس فرقہ کا کام ہے۔ دین فروشی اس کا ذریعہ معاش ہے۔ جاہلون کا گروہ بوجہ ناواقفیت کے اکثر ان کا شکار ہوتا ہے اور انھین کو یہ اپنا رازق جانتے ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

علمائے اسلام نے کبھی اس فرقہ کی طرف زیادہ توجہ نہ کی اور اُن کی بے توجہی سے اس کی ترقی ہوتی گئی۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ اس فرقہ نے بڑی دلیری کے ساتھ علانیہ ہر کام مین مسلمانون کی مخالفت شروع کی اور کھُلم کھُلا علمائے اسلام کی توہین اور دینِ اسلام کی بیخ کنی کرنے لگا۔ مجبور ہو کر بعض حضرات علما کو باوجود اپنے مشاغل کثیرہ کے اس فرقہ کی طرف بھی توجہ کرنی پڑی چنانچہ اسی سال کئی اہم واقعات لکھنؤ لاہور وغیرہ مین پیش آئے اور اسوقت بمبئی کا یہ تازہ واقعہ ہے جسکی روئداد ہدیۂ ناظرین ہے

شہر بمبئی کو مدت سے اس فرقہ نے اپنا شکارگاہ بنا رکھا ہے۔ بیسکڑون پیشہ ور دین فروش واعظ اس فرقہ کے بمبئی کا دورہ کرتے رہتے ہین اور بعض نے تو بمبئی مین اپنا ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ یہ لوگ نہین چاہتے کہ کسی عالم حقانی کا گذر بمبئی مین ہو۔ اتفاقاً اگر کسی عالمِ حقانی کا گذر یہان ہوا تو ان کو اپنی روٹیون مین خطرہ نظر آتا ہے اور سب کے سب مل کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہین اور اس قدر طوفانِ بے تمیزی اس کے خلاف برپا کرتے ہین کہ وہ بیچارہ پریشان ہو کر پھر کبھی اُدھر کا رخ نہ کرے۔ پے در پے مشاہدات اس قسم کے بمبئی مین پیش آچکے ہین۔

[illegible] مین روافض سے یہان ایک مناظرہ طے ہوا۔ مقامی علما سے اس مین مدد نہ ملی تو مجبور ہو کر حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم کو تکلیف دی گئی اور آپ تشریف لائے

مناظرہ ہوا اور بڑی کامیابی کے ساتھ ہوا۔ بکثرت آپ کے وعظ بمبئی مین ہوئے جن سے مسلمانونکو بہت فائدہ پہونچا۔ ایک عام رجوع آپ کی طرف ہوا اور مسلمانون کے روز افزون اصرار نے آپ کو تقریباً دو ماہ تک بمبئی سے جانے نہ دیا۔ آپ کے اس سفر بمبئی کی تاریخ مین ردّ مذہب شیعہ کی لفظ بطور یادگار کے مشہور ہے۔ ممدوح کا پیشہ وعظ گوئی نہین نہ آپ کو اپنے مشاغل سے اتنی فرصت کہ وعظ گوئی کے لیے آپ ہر سال بمبئی کا دورہ کرین چنانچہ اس کے بعد سات آٹھ سال تک آپ بمبئی نہین آئے مگر یارون کو کھٹکا پیدا ہو گیا اور آپ کے مواعظ مین مجمع کی کثرت اور آپکے بیانات کی تاثیرات دیکھکر یقین ہوگیا کہ اگر اسی طرح آپ کی آمد و رفت بمبئی مین رہی تو یہ ساری دوکانین وعظ کی ٹوٹ جائین گی اور دین فروشی کا بازار بند ہو جائیگا حالانکہ یہ خیال خام تھا ممدوح نہ توکسی کی مخالفت کرتے تھے نہ ان کو اسکی پروا تھی۔

بہرکیف مولوی دیدار علی صاحب جو اُس زمانہ مین تمام پیشہ ور واعظون کے کمانڈر انچیف تھے اور آتش فساد مشتعل کرنے مین ایک خاص مشق رکھتے تھے۔ بے وجہ آمادہ مخالفت ہوئے اور تو کچھ نہ ہو سکا مگر ایک فتوےٰ کفر کا حضرت ممدوح کے خلاف آپ نے تیار کرایا[۱] اور ایک دوسرے شخص کے نام سے چھاپ کر اس کو شائع کیا گو نتیجہ مین وہ ایسے ذلیل ہوے کہ پھر بمبئی مین آنا اُن کو نصیب نہ ہوا آگرہ کی جامع مسجد مین نوکر تھے وہان سے علیحدہ ہوے۔ اب لاہور مین مسجد وزیر خان مین نوکر ہین اور وہان ایک بڑا عظیم الشان فتنہ برپا کر رکھا ہے مقدمہ بازی تک نوبت پہونچ چکی ہے دیکھیے وہان کیا انجام ہوتا ہے؟

حضرت مولٰنا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے خلاف جو فتوٰی شائع ہوا اُسمین سب سے پہلی مُہر فرقۂ رضاخانی کے موجد و مجدد مولوی احمد رضا خان صاحب کی ہے اور اسکے بعد اُنکی ذریت کی چند مُہرین ہین اس فتوے کا مدلل رد اسی وقت شائع کر دیا گیا تھا اور اسکے ثبوت کا مطالبہ رضاخانیون سے برابر ہوتا رہا جس کے متعلق پار سال و امسال مولوی عبدالعزیز و حافظ عبدالمجید[۲]

---

[۱] اس فتوے کے تیار کرانے اور حضرت مولٰنا صاحب مدیر النجم عم فیضہم کے خلاف تمام کارروائیون مین روافض شریک غالب تھے یہ بات تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بمبئی اور دوسرے مقامات کے روافض نے اس کام مین مالی مدد بھی دی مخالفت کرنے والون کو مالی منافع کا سبز باغ خوب دکھایا گیا مگر بقول حضرت سعدی علیہ الرحمۃ ؎ مبادا دل آن فرومایہ شاد۔ کہ از بہر دنیا دہد دین بباد۔ یہ سب مخالفین انجام کار مین خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنے۔

[۲] حافظ عبدالمجید کا نام محض فرضی تھا یہ شخص معمولی اردو خوان بھی نہین ہے اس پردہ مین خجندی صاحب عبدالعلیم صاحب وغیرہ چھپے ہوے تھے

کے نام سے بمبئی مین اشتہار بازی بھی ہوتی رہی۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل اور یہ اشتہارات "صواعق آسمانی" مین درج ہین۔

انجمن اہل سنت وجماعت بمبئی کی بعض ضرورتون سے امسال محرم مین جو حضرت صاحب مدیر النجم تشریف لائے تو رضاخانیون نے پھر پرانی اشتہار بازی کو تازہ کیا اور مو عبدالعزیز صاحب و حافظ عبدالمجید دہلوی کے درمیان مین خط وکتابت شروع ہوئی با آ اُنکو لکھا گیا کہ روز روز کے جھگڑون سے کیا نتیجہ؟ بالمشافہہ مناظرہ کرکے اسکو طے کرلو۔ تمھا مولوی اور واعظ اس وقت موجود ہین اور عالیجناب مدیر النجم بھی تشریف رکھتے ہین اس فتوا کفر کی صحت ثابت کردو تو ہم توبہ کرلین گے ورنہ تم اس فتوے کے غلط ہونے کا اقرار کرلینا جو تا تاریخ تم مقرر کرو ہمین منظور ورنہ ہماری تجویز تم کو ماننا پڑیگی۔ مگر نہ انھون نے اپنی طرف سے ک مقام و تاریخ تجویز کیا نہ ہمارے مقرر کردہ مقام مین آئے اسی وقت ایک چھوٹا رسالہ "بنا "وہابی گرون کا مناظرہ سے فرار" شائع کردیا گیا جس مین یہ سب خط وکتابت درج ہے۔

آغاز واقعہ

اب تازہ واقعہ سنیے ۱۴۔ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ کو احمد حاجی صدیق صاحب کھتری کے مکان پر فریقین کے چند معزز حضرات جمع ہوے اور مولانا صاحب ممدوح سے مناظرہ کرنے کے لیے رضاخانیون کی طرف سے مولوی نثار احمد صاحب نامزد کیے گئے ۱۸۔ ربیع الاول تاریخ مناظرہ قرار پائی۔ مبحث مناظرہ وہی ہمارا پرانا مطالبہ کہ مولانا صاحب موصوف کی وہابیت ثابت کی جائے یعنی مولوی احمد رضا خان اور اُنکی ذریت کے فتوے کا ثبوت دیا جائے۔ قرار پایا مولوی محمد یوسف صاحب کھٹکھٹے کو رضاخانیون نے حَکَم بنایا ہم نے منظور کرلیا۔ جب یہ سب کچھ طے ہوچکا تو حضرت مولانا صاحب مدیر النجم کو تار بھیجا گیا اور آپ ۱۷۔ ربیع الاول روز سہ شنبہ کو بمبئی تشریف لائے۔ حکم صاحب موصوف نے فریقین کو ترکِ مناظرہ کی ترغیب دی اور اُنکی تجویز سے تاریخ مناظرہ سے ایک روز قبل یعنی ۱۷۔ ربیع الاول کی شام کو فریقین کے علما و معززین کا اجتماع دفتر جامع مسجد بمبئی مین ہوا جس مین مولوی عبدالقادر صاحب کھٹکھٹے ناظر جامع مسجد بھی شریک ہوے حکم صاحب نے فریقین کو ترکِ مناظرہ پر راضی کرکے اس معاہدہ پر صلح کرادی کہ آیندہ تکفیر توہین یا کسی قسم کی توہین کے اشتہارات شائع نہ ہون۔ صلحنامہ مرتب ہوکر فریقین او رشرکا محفل

کے دستخط ہو گئے۔ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ صلحنامہ بمبئی کے اخبارات خلافت وغیرہ میں شائع ہو گیا جس کی نقل حسب ذیل ہے :-

جلسۂ صلح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسولہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

روئداد جلسۂ منعقدہ بہ آفس مسجد جامع مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ بعد عصر

حاضرین جلسہ

مولانا مولوی عبدالمنعم صاحب اعلظہ	مولانا مولوی عبدالشکور صاحب
(خطیب مسجد جامع بمبئی)	مولانا مولوی مفتی نثار احمد صاحب
مولانا مولوی دین محمد صاحب	(حکیم) مولوی فضل رحیم صاحب
مولوی نذیر احمد صاحب مجددی	مولوی عبدالرزاق صاحب
عبدالکریم خان صاحب	حکیم سراج الدین صاحب
احمد حاجی صدیق صاحب	منشی عبدالقادر صاحب کھٹکھٹے
(مولوی) محمد یوسف (صاحب) کھٹکھٹے	(ناظر مسجد جامع بمبئی)

Checked 1987

چونکہ شب گذشتہ احمد حاجی صدیق صاحب، مولوی عبدالرزاق صاحب، حکیم مولوی فضل رحیم صاحب، حکیم مولوی نذیر احمد صاحب، حکیم سراج الدین صاحب، اور عبدالکریم خان صاحب، (مولوی) محمد یوسف (صاحب) کھٹکھٹے کے پاس تشریف لائے تھے اور آپ حضرات نے خبر دی کہ (مولوی) محمد یوسف (موصوف)۔ مولانا مفتی مولوی نثار احمد صاحب اور مولانا مولوی عبدالشکور صاحب کے مابین جو بعض اہل بمبئی مناظرہ منعقد کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے حَکَم ہوں۔ مگر (مولوی) محمد یوسف (صاحب موصوف) نے حَکَم ہونا نامنظور کیا۔ اور ترک مناظرہ کی ترغیب دی۔ چنانچہ اس وقت یہ بات بحضور (منشی) عبدالقادر صاحب کھٹکھٹے بھی جو اس وقت موجود تھے طے ہوئی کہ کل جامع مسجد کے آفس میں ایک مجلس منعقد ہو جس میں اشخاص حاضرین امروز موجود ہوں اور مصالحت کی گفتگو ہو۔ اسی بنا پر آج مجلس منعقد ہوئی اور بعد مشاورت باہمی یہی بات طے ہوئی کہ آج مولانا (مولوی) عبدالشکور اور مولوی عبدالرزاق و

عبدالکریم (صاحب) و حکیم سراج الدین (صاحب) اور مولانا مولوی مفتی نثار احمد صاحب و مولوی فضل رحیم صاحب اور (کھتری) احمد صاحب اس مصالحت مین شامل ہون کہ بہر صورت جد و جہد جانبین سے ایسی جاری رہے کہ آیندہ طرفین سے تکفیر و توہیب یا کسی قسم کی توہین کے اشتہارات نہ چھپین اور نہ اشاعت کرین اور اس عہد کو ایک فرض اور خدمت اسلامی سمجھکر اس پر قائم رہین تاکہ آیندہ مسلمانون مین باہمی اختلاف نہ رہے اور اتحاد قائم رہے اور اس کی نقل جانبین کو دیجائے۔

(دستخط) محمد یوسف کھنکھٹے

العبد محمد عبدالمنعم باعکظہ	محمد عبدالشکور عفا اللہ عنہ مدیر النجم لکھنؤ
خطیب مسجد جامع	نثار احمد عفا اللہ عنہ کانپوری
دین محمد عفی عنہ	خجندی
عبدالرزاق	عبدالکریم خان بقلم خود
عبدالقادر کھنکھٹے	سراج الدین احمد
قاضی غلام احمد تلیائی عفا اللہ عنہ	احمد حاجی صدیق کھتری

محمد فضل رحیم دہلوی عفا اللہ عنہ

تاریخ مناظرہ کے دو روز بعد حافظ عبدالمجید دہلوی نے پھر استدعائے مناظرہ کی مگر اس کا کچھ جواب نہ دیا گیا۔ ۲۰۔ ربیع الاول کو خود مولوی نثار احمد صاحب کا خط بنام حضرت مولنا صاحب مدیر النجم آیا جس مین انھون نے نقض عہد کرکے مناظرہ کی استدعا کی۔ پہلے ان کو بہت سمجھایا گیا مگر ان کا اور خجندی صاحب اور دوسرے رضاخانیون کا شورش انگیز اصرار بڑھتا گیا۔ طرفین سے کئی خط آئے اور گئے آخر اسی طے شدہ بحث پر مناظرہ کرنے کی دعوت مولنا صاحب نے منظور فرمائی بحث کی تصریح بار بار ان تحریرات مین بھی ہوتی رہی بالآخر بتراضی طرفین مہائم شریف مین علامہ احمد بن محمد الشبلی معتمد سلطان مسقط وعمان کا مکان مقام مناظرہ تجویز ہوا اور ۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ بعد جمعہ وقت مناظرہ طے ہوا اور پانچ علمائے بمبئی حکم تجویز کیے گئے۔ جو خط و کتابت مولوی نثار احمد صاحب اور حضرت مولنا صاحب کے درمیان مین ہوئی حسب ذیل ہے:۔

خط اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا

لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہٗ

اما بعد قبل ازین ایک تحریر خوبصورت صلحنامہ جناب مولوی محمد یوسف صاحب کی جانب سے مرتب ہوئی اسمین بلا ضرورت بار بار کے اصرار سے میرے دستخط لیے گئے مجھے بیحد تعجب تھا مولوی عبد الشکور صاحب کے اصرار پر کہ میرے دستخط کیون لینا چاہتے ہین اس تحریری صلحنامہ کے رو سے ضروری تھا کہ مولوی عبد الشکور صاحب اور اُنکے اتباع صلحنامہ کی ہدایت پر کاربند رہتے۔ اور کوئی کارروائی ایسی ظاہر نہ کرتے جس سے کسی کی دل آزاری یا توہین ہوتی برخلاف خود ہی جا بجا اسکی شہرت دیگئی کہ نثار احمد نے معافی مانگ لی اور مولوی عبد الشکور صاحب کے سُنّی ہونے کا اقرار کر لیا۔ آج ۱۹ ربیع الاول کے خلافت مین بھی مضمون اسی کے قریب قریب ہے۔ اور چونکہ نام درج نہ ہونے سے شبہہ قوی ہوتا ہے کہ مولانا کے ہولنواہون مین سے کسی صاحب کا ہے۔ حالانکہ یہ سب افواہین قطعی جھوٹی ہین اور بہتان عظیم ہین والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً واثماً مبیناً لہذا ضروری ہے کہ تفہیم ہو جائے۔

نیز مولٰنا عبد الشکور صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ نثار احمد اپنی تحریر ہمارے پاس بھیدین تو مین مناظرہ کے لیے تیار ہون چونکہ مین اُن مسائل کا جو سنیت اور وہابیت کے مابین مابہ الامتیاز قرار دیے گئے ہین معتقد ہون اور اپنے معتقدات کو ہر جلسۂ عام و خاص مین ہر ایک کے سامنے خواہ مولانا عبد الشکور صاحب ہون یا اور کوئی صاحب بیان کرنے کے لیے آمادہ ہون۔ بالخصوص آج بعد مغرب جبکہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ مولٰنا عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ اگر نثار احمد ہمارے پاس تحریر بھیجدین تو ہم اُنسے گفتگو کرنے کو تیار ہین۔ لہذا بذریعہ تحریر ہذا مین مولٰنا عبد الشکور صاحب کو مطلع کرتا ہون کہ آپ اپنے اقرار کے مطابق آمادہ ہو جائین اور جو مقام اور جن مسائل مین گفتگو کرنا چاہین اُس سے مجھے آگاہ کر دین۔

اگر جناب کو جگہ کے متعلق امن کی تشویش دامنگیر ہو تو جس جگہ کو آپ منتخب فرمائین۔ مگر عام جگہ ہو امید ہے کہ جناب والا بہت جلد اسکو منظور فرمائین اور تشویش علم اور خلجان عوام کو رفع

کرنے کی کوشش کرین بمبئی جیسے وسیع شہر مین عام اہل اسلام مین یہ نزاع و اختلاف بالکل غیر موزون ہے۔ نثار احمد عفا اللہ عنہ

جواب خطِ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

قال اللہ عز و جل ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون۔

از عبد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کی خدمت مین بعد سلام مسنون واضح ہو آج خط آپ کا پہونچا جسکو پڑھکر بوجوہ چند سخت تعجب ہوا اوّلاً اس لیے کہ خلاف عادت نہ تو آپ نے سلام لکھا نہ عنوان خط حالانکہ یہ دونون امر مسنون بھی تھے ثانیاً اس لیے کہ مین نے آپکے دستخط کے لیے ہرگز اصرار نہین کیا۔ اصرار یا انکار کرنے والے دوسرے لوگ تھے۔ ثالثاً اس لیے کہ صلح کے بعد پھر یہ خط کیسا۔

حافظ عبد المجید کا خط جو میرے پاس کل آیا تھا اس کے جواب مین بیشک کہا گیا تھا کہ جناب مولوی نثار احمد صاحب اگر خط لکھین گے تو اس کا جواب دیا جائیگا۔ خیال تھا کہ صلح کے بعد آپ ہرگز اس قسم کا کوئی خط نہ لکھین گے نہ ایسے جھگڑون کا افتتاح کرین گے۔

اب بھی میرا خیال ہے کہ غلط افواہون کی جھوٹی اطلاع آپ کو پہونچا کر لوگون نے برانگیختہ کیا اور آپ نے ان افواہون یا اخبار خلافت کے مضمون کا شبہ میرے یا میرے رفقا کی طرف کیا آپ خود خیال کیجیے کہ ایسی بدگمانیان اہل علم و اہل دین کے لیے کہان تک زیبا ہین مجھے اور میرے رفقا کو نہ ان افواہون کی خبر نہ اس مضمون کی یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم۔ آپ دیکھیے میرے متعلق اس قسم کی افواہین آپ کے خاص لوگون نے پھیلائین جسکے گواہ موجود ہین بلکہ گواہ تو کچھ اور بھی بیان کرتے ہین عین مجلس صلح مین ان غلط افواہون کے متعلق اطلاعی رقعہ میرے پاس آیا جو مولنا دین محمد صاحب نے آپ کو بھی دکھایا بلکہ بعض غلط باتین حافظ عبد المجید کے خط مین لکھی ہوئی موجود ہین۔ تازہ یہ کہ اخبار غیبی گولا مین بہت سی غلط اور خلاف تہذیب باتین میرے متعلق شائع ہوئین۔ مگر مین نے ان باتون کی طرف بالکل التفات نہ کیا

نہ میں ایسی چیزوں کی پروا کرتا ہوں۔

چونکہ معاہدۂ صلح پر میرے دستخط ہیں اور اسکی پابندی شرعًا ضروری ہے اس لیے میں حتی الامکان اس کا لحاظ کر رہا ہوں۔ اسی لیے مناظرہ کے متعلق جو باتیں آپ نے لکھی ہیں ان کا جواب بالفعل نہیں دیا گیا ورنہ آپ جانتے ہیں کہ لکھنؤ سے میرا آنا مناظرہ ہی کی لیے ہوا اس خط کے بعد جو رائے آپ کی ہو لکھیے اور اپنے جواب کا مجھے منتظر سمجھیے۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ۔ مدیر النجم لکھنؤ

(دفتر انجمن اہل سنت وجماعت بمبئی)

خط دوم

۷۸۶

الدین النصح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولوی عبد الشکور صاحب!

بعد ما ہو المسنون واضح ہو کہ میں نے تمام افواہوں کا یقین نہیں کیا۔ اسی وجہ سے عنوان بھی نہیں لکھا۔ جب عنوان نہیں لکھا تو سلام کا نہ ہونا قابلِ اعتراض نہیں بلکہ دلیل میرے یقین نہ کرنے کی ہے۔

صلح آپ کی اور آپکے فریق ثانی کی۔ اسی بنا پر آپ کا اصرار بجد معنی خیز معلوم ہوتا تھا زیادہ تر تعجب اس امر کا ہے کہ لڑیں آپ اور آپ کے مخالف اور تحریر طلب کریں مجھ سے۔

بدگمانی نہایت مذموم بالخصوص جبکہ بلا وجہ وجیہ ہو۔ اور مجھ تک تو خبریں آپ کے خیر خواہوں نے محض علم دوستی کی بنا پر متاثر ہو کر پہونچائیں۔ پھر بھی میں نے احتیاط ہی سے کام لیا۔ جناب کی بدگمانی ایسی موید نہ ہوگی اور نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ نہ میں فریق اور نہ جتھا رکھنے والا۔ محض مسافر مدعو ومطلوب ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ البتہ علم و وعظ[1] کی وجہ سے اہل بمبئی تلطف فرماتے ہیں اُن کو اللہ تعالی اسکا اجر مرحمت فرمائے۔

دوستانہ وناصحانہ مشورہ ہے کہ اگر آپ مسائل مختلفہ بین الوہابیہ واہل السنۃ والجماعۃ میں ہم اہل سنت والجماعۃ کے عقیدہ وعمل کے مخالف نہیں ہیں تو دستخط فرما کر رفع شبہہ فرمادیں

[1] اللہ اکبر آپ کو اپنے عالم و واعظ ہونے کا بھی زعم ہے۔ اسی متکبرانہ دعوے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مناظرہ میں ایسی ذلت ہوئی۔ علم کی حقیقت کھل گئی۔ ستہ تیمرکن نہ پنہار اے نیسر چو کہ روزے زدستش درآئی بسر ۱۲

اور جس جگہ آپ کچھ بھی خلافِ عقیدہ عمل رکھتے ہون ظاہر فرما دین معاملہ آسانی سے ختم ہوجائے
ورنہ حق و صداقت و نیز جناب کی تشریف آوری کا تقاضا بھی یہی ہے کہ لوگون کو بدگمانی سے
محفوظ فرما کر اپنی تشریف آوری کی غرض کو پورا فرمائین۔

کیا جناب سے اس امر کے دریافت کرنے کی جرأت کر سکتا ہون کہ جو تحریر مولوی دین محمد صاحب
نے بتلائی تھی وہ بھی معنی خیز تھی!

یہ تحریری رفتار زائد بدگمانی کو بڑھائیگی۔ خطرہ ہے کہ بعد کی صورتین غیر مفید ہی نہین بلکہ
مضرت رسان[1] ثابت ہون۔ فقط نثار احمد عفا اللہ عنہ

جواب خطِ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد ماہو المسنون معلوم ہو
اس وقت آپ کا خط بحالت انتظار پہونچا صلحنامہ پر دستخط کرنے کا اصرار پھر آپ نے
میری طرف منسوب کیا اور لڑائی کی نسبت بھی میری طرف کی۔ اگر لڑائی اسی کا نام ہے کہ
لوگون نے بیہودہ گالیان مجھے دین اور مین نے خاموشی اختیار کی تو خیر۔

اس قسم کی جس قدر باتین آپکے اس خط مین ہین انکو نظر انداز کر کے آپکے دوستانہ و ناصحانہ مشورہ
کا جواب لکھتا ہون۔ الحمد للہ مین اہل سنت و جماعت ہون حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
و علیٰ اتباعہ کا مقلد ہون عقیدۃً و عملاً کسی طرح اہل سنت و جماعت کے خلاف کرنیکو جائز نہین
سمجھتا جو لوگ میرے عقائد یا اعمال کو وہابیت کی طرف منسوب کرین وہ خود اپنا سنّی ہونا انشاء اللہ تعالیٰ ثابت نہ کر سکینگے۔

کسی کی بدگمانی کی مجھے کچھ پروا نہین نہ اس سے میرا کوئی نقصان جب میرے خلاف وہ فتویٰ نکالا گیا اور
روافض نے اسکی طباعت و اشاعت مین خوب مدد[2] کی اس وقت تو مجھے اسکا کچھ خیال نہ ہوا تو اب کیا
خیال ہو سکتا ہے جبکہ عوام پر بھی حقیقتِ حال منکشف ہو چکی اور کسی سمجھدار کو میری طرف سے کوئی بدگمانی
باقی نہین رہی مسلمانونکو جو کچھ بدگمانی ہے وہ میرے مخالفین کی طرف سے ہے کہ وہ لوگ خواہ مخواہ مسلمانون
کو کافر و وہابی کہکر مسلمانون مین تفرقہ اندازی کرتے ہین۔ غلط فتوے و دیگر غلط مسائل بیان کر کے

[1] اس دھمکی سے جن جاہلانہ و اوباشانہ حرکات کا خوف دلانا مقصود تھا وہ بعد مین ظاہر ہوا۔ مگر اب سوچین کہ وہ حرکات کس کے حق مین مضرت رسان ثابت ہوئین ۱۲

[2] علاوہ ان مالی امدادون کے جو بمبئی کے عیشہ ورواعظون کو دین روافض نے یہ بھی کیا کہ اپنے اخبار و رسائل مین مثل اصلاح و درنجف کی اس فتوے کو شایع کیا لاہور و لکھنؤ کے روافض نے بصورت پوسٹر اپنا زر کثیر صرف کر کے چھاپا اور خوب شایع کیا۔ شاباش۔ شاباش ۱۲

گمراہی پھیلاتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے۔ دین و دیانت کو چند زخارف دنیا کے عوض میں فروخت کیا کرتے ہیں لہذا بدگمانی رفع کرنے کی ضرورت اگر ہے تو میرے مخالفین کو نہ مجھکو۔

اس خط میں آپ نے مناظرہ کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی صاف بات نہیں لکھی حالانکہ اصل چیز یہی تھی لہذا میں پھر آپ کو لکھتا ہوں کہ اگر آپ مناظرہ کرنا نہ چاہیں جیسا کہ معاہدۂ صلح کا مقتضا ہے تو ویسا لکھیے اور اگر بدگمانی رفع کرنے کی ضرورت میرے مخالفین کو مناظرہ پر مجبور کرتی ہو اور آپ پر اُن کی خواہش کا پورا کرنا لازم ہو تو صاف صاف لکھیئے تاکہ بدعہدی کے الزام سے میں بری رہوں۔ آپ کے صاف صاف لکھنے کے بعد فوراً آپ کو مقام مناظرہ تجویز کر کے اطلاع دونگا کیونکہ اس تجویز کا اختیار آپ مجھے دے چکے ہیں اور بحث تو معین ہو ہی چکا ہے بس اب دیر نہ ہونا چاہیے اور تحریر کا سلسلہ بھی ختم فقط

محمد عبد الشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ از دفتر انجمن اہل سنت جماعت بمبئی۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ

خط سوم

هو الحکیم

سراپا کرم جناب مولوی عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ بعد ما وجب

حسب اجازت حضرت مولانا نثار احمد صاحب[1] آپکا مرسلہ خط دیکھا گیا۔ مولانا کل صبح بمبئی واپس تشریف لائینگے واقعہ یہ ہے کہ نہایت خندہ پیشانی سے ہم نے ۱۸ تاریخ کا ہی مختصر مجمع میں مناظرہ طے کیا اور اسکے بعد صرف بندش اشتہار[2] پر صلح کر لی تھی۔ اور اس فیصلہ کو میں نے آپ ہی کی رائے پر موقوف رکھا ایسا کیا تھا لیکن "صلح گاہ" سے باہر آتے ہی آپ کے گروہ کی غلط افواہوں نے پریشان کر دیا حتی کہ خلافت اخبار میں خلاف واقعہ بیانتک لکھدیا کہ مولوی عبد القادر صاحب کھنکھٹے نے ہماری جماعت کو مفسد قرار دیکر ڈانٹا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

بہرصورت بحالت موجودہ مناسب یہی ہے کہ :-

عبد العزیز صاحب کے نام سے چھپے ہوئے اشتہاروں میں دوبار مناظرہ کی تحریک پر توثیق اور آپکے اس قول کی تصدیق کہ میں تو مناظرہ کے لیے آیا ہوں' اُسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب آپ مناظرہ کر گذریں۔ آپ آج کی شب گذرنے کے بعد جو تاریخ جو وقت جو جگہ جو حَکَم مقرر فرمائیں اُس کو تعویق میں نہ ڈالیے' حضرت راس المفسرین مولانا حافظ قاری نثار احمد صاحب مد مجدہم کانپوری مفتی اعظم آگرہ یقیناً

[1] سنا گیا ہے کہ مولوی نثار احمد صاحب احمد آباد چلے گئے تھے۔ ۱۲ الٰہی بخش

[2] مگر اخبار غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء میں ان الفاظ بندش مناظرہ کا بھی اقرار کیا ہے "آخر کار فیصلہ یہ ہوا کہ مناظرہ اور اشتہار بازی بند" سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد ۱۲ الٰہی بخش

اس کے لیے تیار ہین۔
اس سے بہتر کیا ہے کہ معاملہ یکسو ہوجاے اور روز کی چپقلش سے نجات ملے۔
آپ کے خط کا لفظی جواب تو مولنا ہی پر چھوڑتا ہون۔ نفس مسئلہ کے متعلق مینے جو کچھ لکھا ہے۔ متوقع کہ جناب اس مین تامل کیے بغیر جلد از جلد تعین سے مطلع فرمائین گے۔

منتظر۔ خجندی۔ ۲۳۔ ربیع الاول شریف۔ ہالان منزل بمبئی نمبر ۳

جواب خط سوم

باسمہ تعالے حامداً ومصلیاً

امابعد۔ ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد ماہو المسنون معلوم ہو۔ میرے خط کا جواب آپ کی طرف سے مولوی نذیر احمد صاحب خجندی نے عنایت فرمایا جسکی نقل منسلکہ ہذا ہے۔ چونکہ آپ آگے ہونگے لہذا اسکا جواب آپکے نام بھیجا جاتا ہے۔
مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہر خط مین غیر متعلق وغیر واقعی باتین لکھکر طول دیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ صرف بندش اشتہارات پر صلح ہوئی تھی حالانکہ صلحنامہ مین "ترک مناظرہ" کا لفظ موجود ہے اگر ایسا نہوتا تو مین مناظرہ کی منظوری کو خلاف عہد سمجھکر اسمین پس و پیش نہ کرتا۔ اور مثلاً یہ کہ بندش اشتہارات میری رائے یا خواہش سے ہوئی حالانکہ مین اسکی مخالفت کرتا رہا اسکو بے نتیجہ کہتا رہا میرا اصلی مطالبہ تو یہ تھا کہ میرے خلاف جو فتوے نکلا ہے یا تو اسکی صحت ثابت کیجائے یا تحریراً معافی مانگی جائے۔ مگر مولوی محمد یوسف صاحب کے فرمانے اور خجندی صاحب کے اصرار سے مصالحت مذکور کو مین نے قبول کرلیا۔ اور مثلاً یہ کہ میرے رفقا نے غلط افواہین اڑائین حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اسکا کوئی ثبوت نہین دیا جاسکتا۔ اخبار خلافت کے مضمون کا کوئی تعلق مجھ سے یا میرے رفقا سے نہین۔ کھٹکھٹے صاحب کا آپ کی جماعت کو ڈانٹنا وغیرہ میرے بمبئی پہونچنے سے ایک روز قبل کا واقعہ ہے۔ البتہ ہمارے پاس زبردست شہادتین موجود ہین کہ آپ نے اور آپ کے ذمہ دار لوگون نے خلاف معاہدہ صلح کارروائیان کین اور غلط افواہین مشہور کرنیکی کوشش کی مگر آپ چونکہ عام طور پر مسلمانان بمبئی کو میرے مخالفین کی صداقت کا تجربہ ہوچکا ہے اسلیے یہ کوشش ناکام رہی آپ چاہینگے تو مجلس مناظرہ مین ہم ان شہادتون کو پیش کرکے باقاعدہ ثبوت دینگے جس سے بہت سے مخفی رازون کا انکشاف ہوگا مناظرہ کے لیے آپ کی طرف سے باربار زور دیا گیا اور اب منظور کرنے مین نقض عہد کا الزام مجھ پر نہین آسکتا لہذا مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ مناظرہ مجھے منظور ہے نہ بقول جناب خجندی صاحب کے

اپنے قول کی تصدیق کے لیے۔ چند صاحبون کی نظر مین میرے قول کی تصدیق ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا بلکہ محض آپ صاحبون کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دینے کے لیے اور حجت تمام کرنے کے لیے۔ واقعہ یہ ہے کہ مین مناظرہ ہی کے لیے لکھنؤ سے بلایا گیا۔ مگر یہان آکر دیکھا کہ مصالحت کی کوشش ہو رہی ہے تو مین بھی اس سے متفق ہوگیا۔ اب چند غلط اور بے اصل افواہون کی بنیاد پر آپ مناظرہ کے لیے اصرار کر رہے ہین اس کو بھی منظور کرتا ہون۔ مبحث معین ہو چکا ہے مکان بھی آج شام تک انشاء اللہ تجویز ہو جائیگا۔ حکم کے لیے گو مجھے اختیار دیا گیا ہے مگر مین چند نام علمائے بمبئی کے لکھتا ہون انہین سے جس کو آپ چاہین منتخب کرلین۔ اسکے بعد فریقین اُن سے درخواست کرین۔ براہ کرم اب دیر نہ ہونی چاہیے اور بقیہ مراحل جلد از جلد طے کر کے مناظرہ شروع ہو جانا چاہیے

اسمائے گرامی حضرات علما برائے انتخاب

(۱) جناب مولٰنا مولوی عبد المنعم صاحب باعلفظہ جو بوجہ جامع مسجد کے امام ہونے کے تمام مسلمانان بمبئی کے مقتدا ہین۔

(۲) جناب مولانا مولوی معین محمد صاحب جن کو آپ لوگون نے اپنے پمفلٹ مطبوعہ مین حقانی فیصلہ سُنانے والا لکھا ہے۔

(۳) جناب سید احمد صاحب صاحبزادہ نقشبند بلا گردان جنکو آپکے تمام لوگ واجب الاحترام بزرگ مانتے ہین

(۴) جناب مولانا قاضی غلام محمد صاحب تلیانی جو جامع مسجد بمبئی کے مدرسۂ عربیہ مین مدرس اعلیٰ ہین۔

(۵) جناب مولانا احمد بن محمد الشبیلی جو ایک اسلامی فرمانروا کے معتمد اور مشہور ذی علم ہین۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

خط چہارم

۸۹

جناب مولوی عبد الشکور صاحب

بعد ما ہو المسنون گذارش ہے کہ چند کر سفر احمد آباد مجبور فرما کر لیگئے جہان دو روز گذرے۔ آپ کا مرسلہ خط جو میرے خط کے جواب مین آپ نے تصور فرمایا پہونچا تھا۔ میری غیر موجودگی مین انصاف اور غور سے نظر ثانی فرمالین تو شاید آپ بھی اُسکو جواب فرمائین گے۔ بہرحال صاف صاف تحریر وہ نہ تھی تو اس کو تصور فرمالیجیے۔ اور مسائل سبعہ قیام مولد۔ ندا غیر اللہ۔ سماع اموات بزرگان دین کے عرس کی شرکت کا جائز ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم غیوب ما کان و ما یکون ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتنع ہونا اور باری تعالیٰ کا کذب ممتنع بالذات ہونا جو مذہب

حضرات ثانیہ بیان سے لفظ قبول کرنا عجیب ہے جس کا مطلب نشینا ۱۲

امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُنکے اتباع اہل سنت والجماعۃ ہے۔ آپ اگر موافق ہون تو مناظرہ فرمالیجیے۔ اور بدعہدی کے الزام سے نہ ڈریے عہد آپ کا اور آپ کے مخالفون کا اشتہار بازی روکنے پر تھا جب ہی تو آپ کے اصرار پر جو میرے دستخط لینے پر تھا متعجب ہون اور اسی وقت سے اور لوگون کو بھی تعجب تھا۔ لیکن پہلے خلاف عہد آپ لوگون کی جانب سے چھپکر شائع ہوا۔ واللہ اعلم محض شبہ ہی ہے اور نام ظاہر نہ کرنے سے شبہ قوی ہوتا ہے آمین مجھسے کوئی سروکار نہین جناب کو اپنا اصرار فرمانا یاد نہین رہا کیا اسکے لیے شہادت کی ضرورت ہوگئی ؟

جن لوگون نے آپکو گالیان دین یا جنکو آپ نے یا آپ کے محبون نے دین اُسکا گلہ مجھسے بیکار ہے۔ مین کسی کا حاکم نہین۔ اور جب آپکو بدگمانی کی پروا نہین تھی اور نہ اب ہے تو کس گلہ کا اظہار تھا دو قرجامع مسجد مین آپنے اپنی موافقت خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ اور اُنکے اتباع اہل سنت و الجماعت سے ظاہر فرمائی سچے علما کی شان یہ ہے کہ مسائل مذکورۃ الصدر سوال مین قلمبند فرماکر الجواب لکھکر دستخط فرمادین اگر موافق ہون اور اگر کسی مسئلہ مین مخالفت ہو تو اُسکو ظاہر فرمادین اور انھین مسائل متنازعہ مین مناظرہ ہو رہا حکم کا معاملہ جن لوگون کو آپ نے اپنا حکم بنانا منظور فرمایا ایک ہون یا سب منظور ہے۔ جلسہ کی نسبت اس قدر عرض ہے کہ وسیع ہو کہ لوگون کو شرکت مین آسانی ہو۔ اور کل ہی ورنہ پرسون تک جبکہ معاملات طے ہو چکے ہین مناظرہ ہو جائے۔ دین اور اظہار حق مین تاخیر مفید نہین فقط

نثار احمد عفا اللہ عنہ — ۲۵ ربیع الاول چہارشنبہ

جواب خط چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدًا و مصلیا و مسلما

اما بعد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد سلام مسنون واضح ہو۔ کل بعد انتظار کے جب آپ کے یہان سے جواب خط نہ آیا تو تقاضا کے لیے مولوی عبد الرزاق صاحب عبد الکریم خان صاحب وغیرہما کو مینے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جلد جواب دیجیے اور بقیہ مراحل جلد سے جلد طے کرکے مناظرہ شروع کر دیجیے آپکی طرف سے شام کا وعدہ کیا گیا کہ شام تک جواب ضرور پہونچ جائیگا مگر افسوس کہ یہ عہد بھی ٹل گیا آج اس وقت تقریبًا ۹ بجے صبح کو آپ[1] کا جواب ملا جس کو پڑھکر بڑا افسوس ہوا معلوم ہوا کہ مناظرہ کرنا منظور نہین تھا صرف وقت گذاری اور زبانی اظہار آمادگی سے اپنے لوگون کی دلداری منظور تھی اور بس — آج خط مین آپ مسائل سبعہ کا ذکر کرتے ہین اور اس پر مناظرہ کی درخواست کرتے ہین اور ابتک آپ کو

[1] اس جواب پر تاریخ آپ نے ۲۵ ربیع الاول لکھی اور بھیجا ۲۶ کو اسکا کیا سبب ۱۲ منہ

یہ بھی خبر نہین کہ ان مسائل سبعہ مین میرا مسلک کیا ہے لہذا مناظرہ سے پہلے میرا مسلک دریافت کر رہے ہین
حضرت! اصل مناظرہ اس پر ہے کہ آپکے لوگون نے میرے متعلق جو فتوے دیا ہے اس فتوے کی صحت ثابت کرنا آپ کے ذمے ہے یہ بحث مدتون سے متعین ہے۔ ۲۴ ربیع الاول کو فریقین نے اسی کو طے کیا ہے تحریر دستخطی فریقین خود آپ کے فریق کی چھاپی ہوئی موجود ہے اور بار بار پہلے آپ کو لکھا جا چکا۔ لہذا اب کسی دوسرے بحث کی طرف رجوع کرنا بد تر از فرار نہین تو کیا ہے؟ اسی بحث پر آپ کا مناظر ہونا حافظ عبد المجید دہلوی اپنے مطبوعہ اشتہار خرد مین شائع کر چکے ہین۔
اب یہ آخری اطلاع آپکو دیجاتی ہے اسکے بعد نہ آپکو کوئی خط بھیجا جائیگا نہ کسی خط کا جواب دیا جائیگا۔ حکم آپ منظور کر چکے مقام کی تجویز کا مجھے اختیار دے چکے۔ لہذا کل بعد نماز جمعہ ٹھیک ۲ بجے بمقام ماہم جناب مولانا احمد بن محمد الشبیلی معتمد سلطان مسقط کے مکان مین آپ تشریف لے آئین۔ اپنے مہذب اور سمجھدار لوگون کو بھی اپنے ساتھ لاوین مکان وسیع ہے۔
آپ اس فتوے کی صحت ازروے فقہ حنفی و دلائل کتاب وسنت ثابت فرمادینگے تو مین انشاءاللہ تعالے اسی مجمع مین توبہ کر دونگا اپنا توبہ نامہ اپنے دستخط سے طبع کرا کر شائع کر دونگا اور اگر آپ اس فتوے کا صحیح ہونا نہ ثابت کر سکے اور یقیناً ہرگز ہرگز نہ ثابت کر سکین گے تو اس فتوے کا جھوٹا ہونا اور اپنے مولوی صاحبان کو جھوٹے فتوون کا دینے والا آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا اور ایک اقرار نامہ دستخطی دینا پڑیگا توبہ کرنے نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے بس اب اس خط کا جواب نہ بھیجیے مقام مذکور مین تشریف لا کر مناظرہ کیجیے جب تک سلسلۂ بحث چلیگا مناظرہ قائم رہیگا۔ ہان بحث مذکورہ کے طے ہوجانے کے بعد آپ کے مسائل سبعہ پر بھی بحث منظور ہے انشاءاللہ تعالے اس مناظرہ مین ناواقفون کی آنکھین کھل جائینگی اور رضاخانی صاحبون کے دعوے سنیت وحنفیت کی حقیقت عالم آشکارا ہوجائیگی فقط

محمد عبد الشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ

از دفتر انجمن اہل سنت وجماعت بمبئی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

مکرر یہ کہ جناب مولانا شبیلی صاحب کے مکان کے قریب ایک دوسرا مکان اس سے بھی بہت زیادہ وسیع موجود ہے اگر ضرورت ہوگی تو وہ مکان بھی مل سکتا ہے۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ

باوجود اس امر کے کہ چند مخصوص اہل علم اور سمجھدار حضرات کو جلسہ مین ساتھ لانے کی دعوت تھی

اور بحث مناظرہ اُسی فتوائے کفر کا ثبوت دینا قرار پایا تھا مگر رضاخانیون کو چونکہ اپنی حقیقت معلوم تھی اور وہ مناظرہ کے بہانہ سے ایک بڑے ہنگامہ کا تہیا کر چکے تھے لہذا اس غرض کے پورا کرنے کے لیے بڑی تیزی کے ساتھ انھون نے شب جمعہ کو ضمیمۂ غالب کی شکل مین ایک اشتہار شائع کیا عوام الناس کو شرکت جلسہ کا اشتعال دلایا اور بحث کے بدلنے کی کوشش اور علمی مباحث کو جاہلانہ خصومت بنانے کی تدبیر کی اور اندر اندر جو کچھ تیاریان کین وہ واقعات آئندہ سے ظاہر ہین اسی وقت راتون رات ہمین بھی اس اشتہار کا جواب دینا پڑا جو حسب ذیل ہے :-

باسمہ تعالے حامداً و مصلیاً

مناظرہ بمبئی کی سچی اطلاع

چونکہ نجدی صاحب کی طرف سے اس مناظرہ کے متعلق ایک غلط اشتہار ضمیمۂ غالب کی شکل مین بڑی تیزی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے جسکا مقصود سوا اسکے کہ لوگون مین ایک اشتعال پیدا ہو اور کچھ نہین معلوم ہوتا اس لیے یہ اطلاع شائع کیجاتی ہے ورنہ شاید ہم مناظرہ کے بعد بھی کوئی اشتہار نہ چھاپتے۔

(۱) مصالحت کے بعد ہرگز مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم نے دعوت مناظرہ نہین دی بلکہ مولوی نثار احمد صاحب نے خلاف معاہدۂ صلح مناظرہ کے لیے سختی کے ساتھ اصرار کیا۔ مولانا محمد عبد الشکور صاحب نے بڑی نرمی کے ساتھ معاہدۂ صلح پر قائم رہنے اور ترک مناظرہ کی استدعا کی چنانچہ خط و کتابت جو آئندہ شایع ہوگی اس سے ظاہر ہو جائیگا۔

(۲) مولوی نثار احمد صاحب کا اصرار جب بہت زیادہ ہوا اور خط و کتابت کی طوالت کو ایک آلہ بنایا گیا تو آج مولوی نثار احمد صاحب کو ختم کن تحریر بھیجی گئی۔

(۳) مقام مناظرہ مولوی نثار احمد صاحب کی رضامندی سے مقرر ہوا اور حسب ذیل پانچ حضرات اُن کی رضامندی سے حکم قرار پائے :-

جناب مولانا محمد عبد المنعم صاحب با عافظہ خطیب مسجد جامع بمبئی۔

جناب مولانا دین محمد صاحب

جناب سید احمد صاحب صاحبزادہ نقشبند بلاگردان

جناب مولانا احمد بن محمد الشیبی صاحب معتمد سلطان مسقط و عمان

جناب مولانا قاضی غلام محمد صاحب تلیانی مدرس اعلیٰ مدرسہ محمدیہ بمبئی

(۴) یہ بحث یہ ہے کہ جو فتوے وہابیت کا جناب مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم کے خلاف رضا خانی صاحبوں نے شایع کیا ہے اور فریق ثانی تسلیم کر چکا ہے کہ یہی فتوے بنیاد نزاع ہے اب فتوے کا از روے فقہ حنفی صحیح ہونا مولوی نثار احمد صاحب ثابت کریں بحث بہت دنوں سے معین ہو چکی ہے ۔ ۴ ربیع الاول کو فریقین کے ذمہ دار لوگوں نے یہی بحث متفقہ تحریر لکھکر دستخط کیے اور خود فریق ثانی نے اسکو اخبار رسالت مورخہ ۱۰ ربیع الاول میں چھاپا ۔

(۵) مذکورہ بالا واقعیت باہمی خط و کتابت کے مطابق ہیں ۔

(۶) خجندی صاحب کے اشتہار میں جن سات مسائل کو بحث قرار دیا گیا ہے بالکل غلط ہے چونکہ اس فتوے کی صحت کا ثابت کرنا رضا خانی صاحبوں کے امکان سے باہر ہے اس لیے بحث بلکہ راہ فرار تجویز کر رہے ہیں ان سات مسائل کا بیان تذکرہ بھی نہیں تھا فتوے مذکورہ کی بحث طے ہونے کے بعد ان سات مسائل پر بھی بحث ہم کو منظور ہے انشاء اللہ ان سات مسائل میں جس وقت اصلی مذہب رضا خانیوں کا ہم دکھا دیں گے اس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ ان لوگوں نے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توہین کی ہے ؟ ظاہر کچھ اور ہے باطن کچھ اور ہے ۔

(۷) مناظرہ تا ۲۸ ربیع الاول کو بعد نماز جمعہ مقام ... ہوگا چند مخصوص اہل علم و فہم حضرات شریک ہوں گے جو مدعو کیے گئے ہیں فریقین کی تقریریں مع فیصلہ حاکم صاحبان بعد مناظرہ کے شائع ہو جائیگی کوئی اشتہار کسی قسم کی تحریر جس پر حاکم صاحبان کے دستخط ہوں قابل اعتبار نہ سمجھی جاے ۔

فقط

تحریر

خادم الاطباء دیہی ... سراج الدین احمد

اس موقع پر جناب مولوی عبد القادر صاحب کھنکٹے بی اے ایل ایل بی ناظر جامع مسجد و دیگر معزز احباب بمبئی سے مخلصانہ مشورہ ان کی سچائی کا اعتراف کرنا چاہیے ۔ انھوں نے پہلا ہی کہدیا تھا کہ یہ لوگ مناظرہ نہ کریں گے ذکر کرتے ہیں بلکہ وہ وہی کریں گے جس کے وہ عادی ہیں ۔ مولوی حافظ ... صاحب سابق مدیر خلافت نے اپنے اخبار تحاد بمبئی میں ایک مضمون میں بہت مشورہ دیا جس کو ہم ... شکریہ ... ذیل کرتے ہیں اخبار انصاف بمبئی نے بھی ایک عمدہ مفصل مضمون اسپر لکھا مگر چونکہ ... ہے اس لیے اسکے درج کرنے سے معذوری ہے ۔ جزاہ اللہ خیرا ۔

سلہ ان کو ... انتظامی ضروریات کے سبب سے آپ نے چند روز کے لیے ایڈیٹری کے بجائے دفتر کی منیجری اختیار کی ہے ۱۲

بمبئی کا مناظرہ

فی زماننا مناظرہ دراصل نفاق کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور مناظروں کا چیلنج بعض اوقات اُن لوگوں کی طرف سے دیا جاتا ہے جو مذہبی معلومات سے قطعاً بے بہرہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ چند روز ہوئے بمبئی مین مناظرے کی بہت گرم افواہین پھیلین۔ یہ تو پہلے سے معلوم تھا کہ مناظرہ کی نوبت نہین آئیگی اور کسی نہ کسی پہلو سے حیلہ تلاش کر کے مناظرہ ملتوی کر دیا جائیگا۔ جب ہمین معلوم ہوا کہ مولانا عبد الشکور صاحب لکھنؤ جیسے دور دراز مقام سے محض چیلنج کے جواب مین بمبئی تک آئے ہین تو بہت حیرت ہوئی۔ غالباً یہ مولانا کے حامیون کی غلطی تھی کہ محض مناظرے کی خاطر انھین دور دراز سفر کی تکلیف دی۔ بہرکیف یامر باعث اطمینان ہے کہ بغیر لٹھ بندیون اور گالی گلوج کے مظاہرہ کے مناظرہ ملتوی قرار پایا۔ اور بعض لوگون کی شر انگیز ریشہ دوانیان کارگر نہین ہوئین۔

مولانا عبد الشکور صاحب اور اونکے معتقدین ایک بڑی غلط فہمی مین مبتلا معلوم ہوتے ہین وہ سمجھتے ہین کہ مناظرون سے اونکو وہابیت سے نجات مل جائیگی حالانکہ بمبئی مین وہابیت کے الزام کا تعلق عقائد سے نہین بلکہ براہ راست روٹیون سے ہے جن لوگون مین محنت کر کے معاش حاصل کرنے کی قابلیت نہین وہ ہزارون منطقون اور لاکھون دلائل سے بھی فتنہ پردازی سے باز نہ آئین گے اگر بمبئی سے فی الواقع یہ بلا دور کرنی ہے تو اس کی صرف دو صورتین ہین۔ یا تو یہان کے تمام مولوی نما حضرات کو جبراً کسی مل یا ورکشاپ مین چند گھنٹے روزانہ کام سکھایا جائے تاکہ یہ اکل حلال کمانے کے قابل ہو جائین۔ ورنہ دوسری صورت یہ ہے کہ یہان کے سیٹھون کے لیے شبینہ مدارس کھول کر دو گھنٹے روزانہ جبراً پڑھایا جائے تاکہ ذرا تو آنکھ کھلے۔ اور مولویون کے دام فریب کو پہچاننے کے قابل ہو جائین۔ اگر یہ نہین تو ہمین میدان ہین گوئے، یہی شکار گاہ رہیگی اور یہی شکاری مولوی جو تعلیم یافتہ لوگون کو کافر بنا بنا کر اپنا شکار پھانستے رہین گے

(اتحاد بمبئی ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ)

کیفیت جلسۂ مناظرہ

۲۷ ربیع الاول کو بمبئی کی جامع مسجد مین نماز جمعہ پڑھکر حسب قرارداد چند مخصوص لوگ بمعیت

حضرت مولٰنا صاحب مدیر النجم بھائیم شریف گئے وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ سارے مکان پر رضاخانیون نے قبضہ کر رکھا ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ علامہ شبلی صاحب نماز جمعہ پڑھکر مسجد سے لوٹنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کی غیبت مین بغیر انکی اجازت کے یہ سب لوگ انکے مکان مین داخل ہوگئے تھے۔ آیت قرآنی لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (ترجمہ مت داخل ہو کسی گھر مین یہان تک کہ اجازت طلب کرلو اور اسکے رہنے والون کو سلام کرو) کا بھی خیال نہ کیا سچ ہے بجا رضاخانی وہی ہے جس کا ہر فعل قرآن و حدیث وفقہ کے خلاف ہو۔ صاحب خانہ بھی پریشان ہین۔ رضاخانی مولوی بریلی بدایون سے بھی آئے ہوئے تھے۔ انکے علاوہ غنڈون کی تعداد کثیر جنکا اندازہ تقریبًا ڈھائی تین سو سے کم نہین کیا جا سکتا مکان کے اندر و باہر جمع ہے اور انکی شکلین انکی نیتون کی خبر دے رہی ہین۔ بہزار مشکل حضرت مولٰنا صاحب مع اپنے چند ہمراہیون کے مکان کے اندر جا سکے اور بہت دقت سے ان کو رضاخانیون کے درمیان مین بیٹھنے کی جگہ مل سکی۔

مجوزہ حکم صاحبان مین سے اس وقت تک صاحب خانہ کے علاوہ صرف جناب مولٰنا دین محمد صاحب پہونچے تھے کہ رضاخانیون نے شور کرنا شروع کیا کہ صرف مولانا شبلی بانی ہین وہی اکیلے حکم ہوجائین اور مناظرہ شروع ہوجائے ہم لوگ تو ابتداہی سے نہ کسی بات پر اصرار کرتے تھے نہ کسی فتنہ وفساد سے آگاہ تھے نہایت کشادہ دلی سے اس پر بھی تیار ہوگئے۔

اب سنیے مناظرہ شروع ہوتا ہے

مولوی نثار احمد صاحب ۔ ان سات مسائل کے متعلق آپ ہمارے ساتھ متفق ہین یا نہین ہان یا نہ کہدیجیے کیونکہ یہی سات مسائل ہمارے اور وہابیون کے درمیان ما بہ الامتیاز ہین۔

مولوی نثار احمد صاحب کے اس کہنے پر احمد کھنری صاحب اور دوسرے رضاخانی مولوی وغیرہ مولوی ایک آواز ہوکر بولے کہ ہان ہان بس اسی پر فیصلہ ہے۔

جناب مولٰنا صاحب ۔ ان سات مسائل پر اور جتنے مسائل پر آپ چاہین بحث ہوسکتی ہے مگر پہلے اس مسئلہ کا تو فیصلہ کرلیجیے جس کو ان موجودہ نزاعات کی بنیاد آپ لوگ بھی جلسۂ صلح مین تسلیم کرچکے ہین اور بتراضی طرفین وہی بحث اس مناظرہ کا ہے۔ اسی کے لیے آج کا جلسۂ مناظرہ قائم ہوا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب اپنے تراشیدہ سات مسائل پر گفتگو کرنے کے لیے اڑگئے اور جو بات وہ کہتے تھے تمام رضاخانی یکدم اسکی تائید مین شور مچادیتے تھے۔

علامہ شبلی صاحب حکم ۔ مولنا صاحب سے ۔ وہ مسئلہ کیا ہے جس کا فیصلہ ابتدا ہونا چاہیے ؟
جناب مولنا صاحب ۔ چند مطبوعہ اشتہارات ہاتھ مین لیکر ۔ آج سے سات برس پہلے مولوی احمد رضا خان صاحب اور اُنکی جماعت نے میرے متعلق یہ فتوے دیے جسمین کوئی خراب لفظ میرے لیے استعمال کرنے مین کمی نہین کی ۔ وہابی ۔ غیر مقلد ۔ فاسق معلن مستحق کفر سب ہی کچھ لکھ ڈالا ۔ اور بمبئی کے ایک شخص نے اس فتوے کو بعنوان اشتہار خیر الانذار چھپا کر شائع کیا جواب تک روافض کے جماعت خانہ مین شیشہ کے اندر آویزان ہے پھر تین سال ہوے اسکا حرف بحرف خلاصہ کرکے حافظ عبد المجید دہلوی کے نام سے شائع ہوا ۔ یہ کہکر دونون اشتہار آپ نے پیش کیے اور فرمایا کہ سب سے پہلے اس فتوے کا صحیح ہونا ازروے فقہ حنفی ثابت کیا جائے ۔ اسکے بعد کسی دوسری بحث کے اُٹھانے کا حق ہوسکتا ہے ۔
علامہ شبلی صاحب ۔ یہ فتوے کس بنیاد پر آپ کے متعلق دیا گیا تھا ؟
جناب مولنا صاحب بنیاد انھین صاحبان سے پوچھیے ۔ اس فتوے پر گو مولوی نثار احمد صاحب کے دستخط نہ تھے مگر وہ وکالۃً انھین فتوے دینے والون کی طرف سے مناظر تھے علاوہ اسکے خجندی صاحب جو اس فتوے پر دستخط کرنے والے ہین اُس مجمع مین موجود تھے ۔
علامہ شبلی صاحب ۔ فریق ثانی کے سکوت کو دیکھکر ۔ آپ ہی بنیاد کو بیان فرما دیجیے ۔
جناب مولنا صاحب ۔ بنیاد یہ ہے کہ مینے اپنی کتاب علم الفقہ کی جلد دوم مین لکھا ہے کہ مذاہب اربعہ کے مقلدین باہم ایک دوسرے کے پیچھے اقتدا کرسکتے ہین اور صحت اقتدا کے لیے صرف رائے امام شرط ہے مقتدی کی رائے کا شرط ہونا صحیح نہین غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے ۔ حاشیہ مین یہ بھی لکھا کہ جو غیر مقلد ہمارے امام اعظم کی بدگوئی کرے وہ فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ ہے ۔ بس صرف اسی بنیاد پر میرے لیے یہ فتوے شائع کیا گیا ۔
سیٹھ سلیمان قاسم متھا جن کو رضا خانی محض اسی کام کے لیے لائے تھے اُٹھ کھڑے ہوے اور چند خجندیون کی مدد سے جلسہ مین ایک عجیب کیفیت پیدا کردی ۔ اس قدر سخت اور نالائق الفاظ مولنا صاحب کی شان مین استعمال کیے کہ آج ان کے خیال سے ہمارے دل لرزتے ہوتے ہین ۔ سیٹھ صاحب کے دست و بازو امیر خان خجندی بھی موجود تھے ۔ یہ سیٹھ صاحب وہی ہین جنھون نے مسلم لیگ کے جلسہ کو بھی منعقدہ [illegible] خجندیان مذکور کی مدد سے درہم برہم کر دیا تھا ۔ المختصر وہ طوفان بے تمیزی برپا ہوا کہ تھوڑی دیر کے لیے جلسہ درہم برہم ہوگیا لوگ منتشر ہوچلے ۔ قریب تھا کہ وہ کارروائی شروع ہو جائے جسکے لیے رضا خانی لوگ تیار ہوکر آئے ہوے تھے ۔ بارے خدا خدا کرکے تسکین دلا کر لوگون کو روکا گیا اور مولنا صاحب کے حلم و صبر نے بھڑکی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کیا ۔ ہم اوس وقت دیکھ رہے تھے کہ مولنا صاحب

اس وقت نہایت استقلال کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چہرہ پر شکن بھی نہ تھی یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ گالیاں کس کو دیجا رہی ہیں آپ نے صبر کیا اور ہم لوگ بھی مجبوری میں خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادفع بالتی ھی احسن پر عمل کرنے کی توفیق دے مگر یاد رہے کہ اللہ عزیز ذو انتقام۔

علامہ شبلی صاحب نے جلسہ پر اپنا قابو نہ پاکر رفع شر کے لیے عفا اللہ عما سلف پڑھکر چاہا کہ دونوں کو ملادیں سلیمان قاسم میٹھا پھر کھڑے ہو گئے اور علامہ موصوف کی شان میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں نقل کرنے کی بھی جرات نہیں ہوتی آپکا علم و صبر بھی کچھ کم قابل ستایش نہیں سچ ہے وکل اناء بالذی فیہ ینضح

مولانا صاحب (بڑی خندہ پیشانی سے) اچھا۔ اگر آپ حضرات کا یہی اصرار ہے کہ اس فتوے کی بحث نہ پیش ہو تو مجھے اپنی کسی بات پر اصرار نہیں مگر میں اتنا ضرور پوچھونگا کہ یہی سات مسائل معیار وہابیت ہیں اور انہیں میرا مسلک آپ صاحبان کو ابتک معلوم نہیں آج مجھ سے ہاں یا نہ کہلوا کر میرا مسلک معلوم کرنا چاہتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ میرا مسلک معلوم کرنے سے پہلے میری وہابیت اور تکفیر کا فتویٰ کیوں دیا گیا؟

مولوی نثار احمد صاحب بڑے غصہ میں آستین چڑھا چڑھا کر ایک عجیب حیرت انگیز انداز سے مولانا صاحب کی شان میں تم تم کرکے ایسے الفاظ ایسے لہجہ کے ساتھ استعمال کرنے لگے کہ مولانا صاحب کی شان تو بہت بلند ہے کوئی انسان کسی انسان کو ایسے الفاظ میں اس لہجہ کے ساتھ مخاطب کرنے کی جرات نہیں کرسکتا میں ان الفاظ کو عبرت کے لیے چاہتا تھا کہ نقل کردوں مگر بعض احباب نے منع کیا۔

اسکے بعد مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ مجھے تمہاری وہابیت میں تردد نہیں ہے دریاآباد میں مجھ سے تم سے مناظرہ ہو چکا ہے اسی وقت سے مجھے تمہاری وہابیت کا یقین ہے۔

مولانا صاحب۔ اسی خندہ پیشانی و عالی ظرفی سے آپ سے اور مجھ سے دریاباد میں کوئی مناظرہ نہیں ہوا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کو لوگ مناظرہ کے لیے لے گئے تھے جب یہ سنا تو میں خود جامع مسجد دریاباد میں چلا گیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ کس بات پر مناظرہ ہوگا؟ آپ نے کہا کہ علم الفقہ میں کچھ اغلاط ہیں انھیں پر بحث ہوگی میں نے کہا کہ اسمیں مناظرہ کی کیا ضرورت۔ آپ ان اغلاط کی فہرست دیدیجیے اگر واقعی وہ اغلاط ہیں تو میں کتاب کا غلطنامہ شائع کردونگا اس پر آپ نے کہا کہ علم الفقہ مجھے دیجیے تو میں اغلاط نکالوں میں نے کہا کیا آپ نے علم الفقہ اب تک نہیں دیکھی آپ نے کہا نہیں اس پر مجھے بہت تعجب سے کہا کہ پھر آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس میں اغلاط ہیں آپ نے جواب دیا کہ مجھ سے دوسروں نے کہا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب (بڑی دلیری سے) قرآن مجید جو وہاں رکھا ہوا تھا اٹھا کر سر پر رکھکر کھڑے

---

[1] اہل دریاباد اس قسم کو دیکھکر عبرت حاصل کریں۔ ۱۲

ہو گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم قرآن کی قسم رسول اللہ کی قسم مجھ سے تم سے دریاباد مین مناظرہ ہوا تم جواب نہ دے سکے اور بھاگ گئے مین نے کہا اچھا کل پرسون مہینے دو مہینے کے بعد تم جواب دینا تم اس پر بھی نہ ٹھیرے اگر مین جھوٹی قسم کھاتا ہون تو تم اسیطرح قرآن سر پر رکھکر کہدو۔

مولنا صاحب۔ استغفر اللہ مجھے قسم کھانے کی ضرورت نہین توبہ توبہ!

تمام ایماندار اس فعل پر کانپ گئے۔ علامہ شبلی صاحب نے اپنے بعض احباب سے بیان کیا کہ اس شب کو مجھے نیند نہین آئی جب آنکھ لگ جاتی تھی تو وہی خیال پیش نظر ہو جاتا تھا کہ قرآن سر پر رکھے ہوے قسم کھا رہے ہین۔

ایک دوسری حلف ایک مرتبہ مناظرہ سے دو چار دن پہلے بھی مولوی نثار احمد اسیطرح قرآن سر پر رکھکر ایک مجمع کے سامنے حلف کر چکے تھے جسمین حضرت مولنا مولوی عبد المنعم صاحب باعکفہ خطیب جامع مسجد اور سیٹھ اسمٰعیل موتی سیٹھ نور محمد اور بعض اراکین مسجد رنگاری محلہ موجود تھے اور بات صرف اتنی تھی کہ سیٹھ اسمٰعیل موتی نے رنگاری محلہ کی مسجد مین جو تقریباً ۳۲ سال سے رضاخانیون کا مرکز ہے مولنا صاحب کا وعظ کرانا چاہا مولوی نثار احمد صاحب نے کوشش کی کہ وعظ نہو۔ آخری کوشش یہ تھی کہ مجمع مذکور مین مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ قرآن منگاؤ مین ایک آیت دکھلاؤنگا اسکی تفسیر بیان کرونگا اس سے فیصلہ قطعی اُنکی (یعنی مولانا صاحب مدیر النجم عم فیضہم کی) وہابیت کا ہو جائیگا لوگون نے کہا حضرت آپ حافظ قرآن ہین آپ زبانی پڑھ دیجیے۔ تو کہا کہ نہین قرآن منگاؤ۔ یہ مجمع ایک دوکان مین تھا وہان قرآن شریف موجود نہ تھا بالآخر کہین سے منگایا گیا۔ قرآن جیسے ہی آیا تو مولوی نثار احمد صاحب نے سر پر رکھکر کھڑے ہوکر مولنا صاحب کی وہابیت کی قسم کھائی[۱] اور فوراً وہان سے چل دیے۔ یہ سب کچھ تو ہوا مگر مولنا صاحب کا وعظ نہ رُک سکا۔ رنگاری محلہ کی مسجد مین بتاریخ ۲۱ ربیع الاول ۴۴ھ بعد نماز عشا وعظ ہوا بڑے بڑے عمائد بمبئی رؤسا و علما وعظ مین شریک تھے جناب خطیب صاحب جامع مسجد مولوی عبد الغفار صاحب کھنکھٹے ناظر جامع مسجد قاضی ملیائی صاحب قاضی مرگھے صاحب شہر قاضی اور دیگر حضرات بھی موجود تھے وعظ مین حضرت امام اعظم کے مناقب جو کبھی ان رضاخانی مدعیان حنفیت نے خواب مین نہ سنے ہونگے بیان ہوے اسی سلسلہ مین جب اس فضیلت کا بیان ہوا کہ حضرت امام اعظم کے مقلدین مین اکابر

[۱] اس قسم مین بھی رسول اللہ کی قسم کھائی تھی جس کے گواہ وہ تمام اصحاب ہین جن کے نام سطور بالا مین مرقوم ہین مگر اب تحفۂ لاثانی کی اشاعت کے بعد مولوی نثار احمد انکار کرتے ہین کہ مینے رسول اللہ کی قسم نہین کھائی مولوی نثار احمد صاحب جھوٹ بولنے اور سچ کو جھٹلانے مین بڑے مشتاق ہین ۱۲-

اولیاء اللہ ہوئے ہین تو ارشاد فرمایا کہ امام الاولیا حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالے علیہ وعلی اتباعہ بھی حنفی تھے انکے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین بھی حنفی تھے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار بھی حنفی تھے اسی طرح بڑے بڑے اکابر سلسلۂ نقشبندیہ کے حنفی اور فقہائے حنفیہ مین معدود ہونے کا محققانہ بیان بحوالہ کتاب الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ مصنفہ آیۃ من آیات اللہ حضرت مولنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی ارشاد فرمایا پھر سلسلۂ نقشبندیہ اور امام الطریقہ کی تعریف مین یہ اشعار مولانا جامی کے پڑھے ؎

رستن ازان پروہ کہ بر جانِ تست		بے مددِ پیر نہ امکانِ تست
وان گہر پاک نہ ہر جا بود		معدنِ آن خاکِ بخارا بود
سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند		نوبتِ آخر بہ بخارا زدند
در خطِ آن سکہ نشد بہرہ مند		جز دلِ بے نقشِ شہِ نقشبند
تو نقشِ نقشبندان را چہ دانی	ولہ ایضاً	تو قدرِ گوہرِ جان را چہ دانی
گیاہِ سبز داند قدرِ باران		تو خشکی قدرِ باران را چہ دانی
نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند	ولہ ایضاً	کہ برند از رہِ پنہان بحرم قافلہ را

وغیر ذلک من الاشعار التی تہیج القلوب وتنور الابصار۔

اس وعظ کو سن کر سب لوگ ان وہابی گروں پر نفرین کرتے تھے۔ بالکل وہ حالت تھی کہ جب حضرت یوسف صدیق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے دینون نے بدکاری کے ساتھ متہم کر کے اعلان دیا تو مولنا جامی لکھتے ہین ؎

چنین کردند خلقے در تماشا		ہمی گفتند حاشا ثم حاشا
کزین روے نکو بدکاری آید		وزین دلدار دل آزاری آید

الحاصل حلف اٹھانے مین مولوی نثار احمد صاحب بڑے مشاق معلوم ہوتے ہین ۔۔۔ والون کے سامنے انھون نے حلف اٹھائی جھوٹی حلف تھی کہ سچی اسکو عوام نہ امتیاز کر سکین مگر کیا قرآن مجید کا یہ حکم بھی ناقابل التفات ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم نے جھوٹی سچی کی قید لگائے بغیر فرمایا کہ زیادہ قسم کھانے والے کی بات مت مانو قولہ تعالے فلا تطع کل حلاف مھین ترجمہ اے نبی زیادہ حلف کرنیوالے ذلیل کی بات مت سنیے ایک مسئلہ بھی یہان لکھنا ضروری ہے کہ مولوی نثار احمد صاحب نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی یہ از روے فقہ حنفی ناجائز بلکہ بعض فقہا کے نزدیک شرک و کفر ہے۔ ۔۔۔ کی شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع حنفی صفحہ ۲۳۳ مین ہے۔

وفی المحیط قال علی الرازی اخاف علی من
یقول بحیاتی وحیاتک وما اشبہ ذلک
الکفر ای لظاہر قولہ تعالیٰ فلا تجعلوا للہ
اندادا ای شرکاء فی العبادۃ ولقولہ علیہ السلام
من حلف بغیر اللہ فقد اشرک ولکن ما کان
الحالف اراد مجرد تعظیم نفسہ او شخص آخر
فی الجملۃ لا علی وجہ المقابلۃ والمشارکۃ ما
یحکم بکفرہ ویدخل فی شرحہ وما اشبہ
ذلک لو حلف بالنبی وبروح النبی او
حیات النبی وبالکعبۃ او بالامانۃ وامثال ذلک
ولو قال ان العامۃ یقولونہ ولا یعلمونہ
قلت انہ شرک خفی

کتاب محیط میں ہے کہ علی رازی نے کہا میں اس شخص پر
کفر کا خوف کرتا ہوں جو اپنی زندگی یا کسی دوسرے کی زندگی
کی یا اسی قسم کی چیزوں کی قسم کھائے یعنی بدلیل آیت قرآنی
فلا تجعلوا للہ اندادا یعنی اللہ کا شریک عبادت میں کسی کو
نہ بناؤ اور بدلیل حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جس نے
غیر اللہ کی قسم کھائی وہ مشرک ہوگیا لیکن چونکہ قسم کھانے والا
فقط اپنی یا اپنے مخاطب کی فی الجملہ تعظیم مراد لے خدا کے
ساتھ مقابلہ یا شرکت کی نیت نہ ہو تو اس کے کفر کا
یقین نہیں کیا جا سکتا اور اسی میں داخل ہے نبی کی یا
روح نبی کی یا حیات نبی کی یا کعبہ یا امانت وغیرہ کی قسم
کھانا۔ اگر کوئی کہے کہ عام لوگ ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں لیکن
اسکا نتیجہ نہیں جانتے تو میں کہونگا کہ یہ شرک خفی ہے۔

اور الروضۃ الندیہ صفحہ ۳۰ میں ہے

وفی حدیث ابی ہریرۃ عند ابی داؤد
والنسائی وابن حبان والبیہقی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحلفوا بآبائکم ولا
تحلفوا الا وانتم صادقون واخرج ابو داؤد و
الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حلف بغیر اللہ
فقد کفر وفی لفظ فقد اشرک وفی حدیث عند احمد
وفی لفظ للترمذی فقد کفر واشرک

ابوداؤد و نسائی و صحیح ابن حبان و سنن بیہقی میں حضرت
ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھاؤ اور قسم سچی کے سوا نہ کھاؤ
اور ابوداؤد و ترمذی و مستدرک حاکم میں ہے ترمذی نے اس
حدیث کو حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ کافر ہوگیا اور ایک
روایت میں ہے کہ مشرک ہوگیا اور مسند امام احمد میں اور ترمذی کی
ایک روایت میں ہے کہ کافر و مشرک ہوگیا۔

اور یہی ایک ہی بات نہیں بلکہ رضاخانیوں نے جن چیزوں کو حنفی باتیں اختیار کی ہیں سب
ایسی ہیں کہ فقہ حنفی ان کو کفر و شرک کہتی ہے یا ایسی ہیں کہ لوگ جو حنفی کہلاتے ہیں درحقیقت وہ لوگ
ان کو حنفی سمجھ کر ان بدعتوں میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آمین
المختصر ان باتوں میں حنفی مذہب شاہ احمد رضا صاحب کے خلاف کرتے ہیں یا نذرونیاز کے قائل ہیں۔

کانپ اُٹھے اُس کے بعد مولٰنا صاحب اُٹھے۔

مولٰنا صاحب۔ اچھا تو آپ بہت دنون سے میری وہابیت سے واقف ہین (دریاباد کا واقعہ کتنی سال کا مولوی نثار احمد صاحب کے چیلنج نہ جانے کے قبل کا ہے) اب مجھے یہ تعجب ہے کہ جسکے وہابی ہونے کا آپکو اتنے دنون سے یقین ہے اُسکو آپنے بمبئی آنے سے چند روز پہلے آگرہ سے یہ خط بھیجا یہ کہکر مولٰنا صاحب نے ایک لفافہ لیا جسمین متعدد خطوط تھے اور غالباً وہ سب مولوی نثار احمد صاحب کے تھے اس لفافہ مین سے ایک کارڈ نکالکر آپنے حاضرین کو پڑھکر سنایا اور حاضرین کو دکھایا نقل اس کارڈ کی بلفظہ درج ذیل ہے

نقل پوسٹ کارڈ مولوی نثار احمد صاحب بنام حضرت مولٰنا صاحب دامت برکاتہم

نثار احمد عفا اللہ عنہ ۷۸۶ آگرہ جامع مسجد ۱۶ استمبر[1]

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرچۂ النجم دو پہونچے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اور دست بدعا ہون کہ اللہ آپکو حمایت سنیت سے دیرپا قائم رکھے آپنے تمام مسلمانون کو بڑے فرض سے سبکدوش فرمایا خدا آپ کے النجم کو دن دونی ترقی دے ہم لوگون کا فرض ہے کہ اسکی اشاعت کے ترقی کرانے مین حصہ لین انشاء اللہ چند محبون سے عرض کرونگا اس سے پہلے عرصہ ہوا ایک پرچہ ملا تھا پھر کوئی نہ ملا حال واقعی عرض کیا گیا شکوہ تصور نہ ہو۔ اور نہ حق ہے اُس کا۔ والسلام

نثار احمد عفا اللہ عنہ

آگرہ جامع مسجد چہارشنبہ

پتہ مین لکھا ہے۔ "بگرامی خدمت جناب مولٰنا عبد الشکور صاحب قبلہ اڈیٹر النجم شہر لکھنؤ" اس خط کو سناکر مولٰنا صاحب نے فرمایا کہ اب سوال یہ ہے کہ وہابی کو آپ نے اپنا قبلہ لکھا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھا۔ اس کو حامی سنت لکھا اس کو تمام مسلمانون کا محسن قرار دیا۔ اس کی تصانیف کی اشاعت کو مسلمانون کا فرض قرار دیا۔ کیا ایک وہابی کے لیے یہ باتین جایز ہین ؟

مولوی نثار احمد صاحب۔ تو پھر کیا مین اُو وہابی لکھتا۔

اس جواب کو سب لوگ اندازہ کرسکتے ہین۔

مولٰنا صاحب۔ اچھا تو اب مین آپ کے پیش کردہ سات مسائل پر بحث کرنے کے لیے آمادہ ہون مگر پہلے آپ سُنی اور وہابی کی تعریف مستند کتابون کی رُو سے بیان فرمایئے۔

---

[1] سنہ نہین لکھا مگر ڈاکخانہ کی مہر مین ۱۶ استمبر ۱۹۲۵ء ہے۔ املا کی اغلاط خط مین بہت ہین۔ ۱۲

مولوی نثار احمد صاحب۔ وہابی وہ سُنّی حنفی ہے جو ان سات مسائل میں ہمارے[۵۱] خلاف ہو میں جانتا ہوں کہ تم سنی مقلد ہو حنفی ہو مگر چونکہ سات مسائل میں ہمارے خلاف ہو اسلیے وہابی ہو اور تم میں جو خوبی ہے اُسکا بھی میں اعتراف کرتا ہوں کہ رد روافض میں اس وقت تمھارا کوئی مثل نہیں۔

وہابی کی تعریف آب زر سے لکھنے کے قابل

مولٰنا صاحب۔ یہ تعریف وہابی کی کسی مستند کتاب میں دکھلائیے۔

مولوی نثار احمد صاحب۔ کسی کتاب میں یہ تعریف نہیں دکھائی[۵۲] جا سکتی۔ یہ تو ہماری اصطلاح ہے میں خود صاحب اصطلاح ہوں ولا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح میں کچھ جھگڑا نہیں ہر شخص کو اختیار ہے جو اصطلاح اپنے لیے چاہے مقرر کرے۔

مولٰنا صاحب۔ تمام حاضرین (آپکے خانہ ساز) وہابیت کی حقیقت سمجھ گئے۔ مجھے اسکے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ جن مسائل میں اختلاف کرنیکو آپ وہابیت کا معیار قرار دیتے ہیں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ جو اکابر علمائے ہندوستان کے پیر و مرشد تھے آپکے والد مرحوم بھی انکے خادم و مرید تھے اپنے فیصلہ ہفت مسائل میں ان مسائل کے اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے قرار دیتے ہیں اور ان میں بحث مباحثہ کرنے بلکہ فتوے لکھنے کو بھی منع کرتے ہیں اور انکی بنا پر کسی کو وہابی کہنا ممنوع قرار دیتے ہیں یہ کہکر فیصلہ ہفت مسائل[۵۳]

---

[۵۱] الحمد للہ کہ رضاخانیوں کو انکار کی گنجایش نہیں رہی۔ اخبار غالب مورخہ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۲۵ع صفحہ ۲ کے پہلے کالم میں نجندی صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کا یہ بیان چھاپ دیا۔ معلوم ہوا کہ جسکو یہ لوگ وہابی کہیں وہ سُنّی بھی ہو سکتا ہے اور حنفی بھی۔ پھر آگے چل کر اخبار غالب میں مولٰنا صاحب کے سنی ہونے سے انکار کیا ہے ذلک مبلغہم من العلم ۱۲

[۵۲] اخبار غالب میں بجائے لفظ "ہمارے" کے "اہل سنت" کا لفظ لکھا ہے لیکن اتنا نہ سمجھا کہ اہل سنت کے خلاف کہکر پھر اسکو سنی کیونکر کہا جا سکتا ہے لہٰذا لفظ اہل سنت بیان میں نہیں کھپتی اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ بے جوڑ بڑھائی گئی ۱۲

[۵۳] مناظرہ امروہہ میں روافض کے مناظر نے بھی بعض مباحث میں عاجز ہو کر یہی کہا تھا کہ میں کتاب میں نہیں دکھا سکتا یہ میری اصطلاح ہے تشابہت قلوبھم۔ یہاں ایک سوال ہوتا ہے کوئی رضاخانی صاحب اسکا جواب عنایت فرمائیں کہ کیا شریعت آپکی خانہ زاد چیز ہے ورنہ آپکو نئی اصطلاح کا کیا حق؟ ۱۲

[۵۴] فیصلہ ہفت مسائل کی عبارت جو مولٰنا صاحب پڑھنا چاہتے تھے یہ ہے۔ فیصلہ ہفت مسائل مطبوعہ کانپور صفحہ ۵ میں مسئلہ قیام مولود کے متعلق لکھتے ہیں۔ "رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خواص کو تو یہ چاہیے کہ جو اُن کو تحقیق ہو اُس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اُسکو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کے رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتوے لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے" نیز اسی کتاب کے صفحہ ۹ میں فاتحہ مروجہ کے متعلق لکھتے ہیں "اور مشرب فقیر کا اس مسئلے میں یہ ہے کہ فقیر اس ہیئت کا پابند نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا۔ اور عملدرآمد اس مسئلے میں ایسا رکھنا چاہیے یعنی دو فریقوں کا باہم مل جل کر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا۔ اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا۔ بحث مولد میں گذر چکا" ۱۲

کی عبارت مولنا صاحب نے پڑھنا شروع کیا شاید دو سطرین بھی نہ پڑھی ہونگی کہ سیٹھ سلیمان[1] قاسم متھا مثل سابق اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اسی طرح بگڑ کر غصہ مین جو جو الفاظ انھون نے منھ سے نکالے وہ اُن کے نامۂ اعمال مین انشاء اللہ تعالے درج ہو چکے۔

علامۂ شبیلی صاحب (جو اس طوفان بے تمیزی سے بے حد پریشان معلوم ہوتے تھے) اچھا ان سات مسائل پر تقریر شروع کر دیجیے۔

مولوی نثار احمد صاحب سب سے پہلے مسئلہ علم غیب کا شروع ہونا چاہیے۔

علامۂ شبیلی صاحب۔ آپ دونون حضرات اس کاغذ[2] پر اپنا اپنا عقیدہ لکھدیجیے۔

مولوی نثار احمد صاحب نے اپنا عقیدہ ان الفاظ مین لکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب[3] جمیع ماکان[4] و مایکون تھے۔

مولنا صاحب نے لکھا "ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالے نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی باتون پر اطلاع دی ماکان یعنی زمانہ گذشتہ کے غیب کی بہت سی چیزون پر اور مایکون یعنی زمانۂ آیندہ کے غیب کی بہت سی چیزون پر بھی اور نہ صرف یہی بلکہ زمانۂ[5] حال کے غیب کی بہت سی چیزون پر بھی مگر جمیع امور غیبیہ اور جمیع ماکان و مایکون کا علم مخصوص بذات حق تعالے شانہ ہے۔

علامہ شبیلی صاحب۔ اچھا اب آپ دونون حضرات اپنے اپنے دلائل پیش فرمائیے۔

مولوی نثار احمد صاحب اور اُن کے ساتھی یہ سُن کر بہت گھبرائے کیونکہ وہ تو صرف مولنا صاحب سے ہان یا نہ کہلوا کر عوام کو برانگیختہ کرنے کی ٹھان کر آئے تھے سیٹھ سلیمان قاسم متھا سے بھی غالبًا صاف صاف نہ کہہ سکے کہ پھر گڑبڑی مچا کر ہمین دلائل کے پیش کرنے سے بچالو سنگ آمد و سخت آمد۔ علامۂ شبیلی صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کو ساکت دیکھا کہا کہ کہیے تو مین آپکی طرف سے آیات قرآن مجید پڑھون۔

مولنا صاحب۔ اچھا مین دلائل پیش کرتا ہون۔

---

[1] ان صاحب کے بار بار بگڑنے اور مولنا صاحب کی شان مین گستاخانہ الفاظ بکنے اور مباحثہ مین بیجا مداخلت کرنے کا اقرار اخبار ستیارتھ گجراتی مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۵ء مین سیٹھ مذکور کے چچا احمد متھا کے مضمون میں موجود ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک ۱۲

[2] یہ کاغذ آخر وقت مین مولوی نثار احمد صاحب کے ہاتھ مین تھا۔ علامہ شبیلی سے پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ اُن کے پاس نہین ہے کوئی صاحب لے گئے۔ [3] مضاف پر الف لام سبحان اللہ ۱۲ [4] طبع اول مین جمیع کی نقط چھپنے سے رہگئی تھی ۱۲

[5] مولوی نثار احمد صاحب نے کچھ تو اپنی خفت مٹانے کے لیے اور کچھ اس لیے کہ جہلا کی نظر مین ان کا علم ظاہر ہو زمانہ کے غیر قار ہونے کی فلسفی بحث نہین بلکہ محض چند اصطلاحی الفاظ استعمال کرکے زمانۂ حال کے وجود کا انکار کر دیا کاش مولوی نثار احمد صاحب نے اپنے والد کے استاذ الاستاذ حضرت مولنا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الکلام المبین دیکھی ہوتی۔ شریعت مین فلسفی اصطلاحات کا کچھ اعتبار نہین۔ ۱۲

مسألہ علم غیب پر طرفین کی تقریرون کا خلاصہ

اگرچہ ہم بخیال طوالت اس مقام پر طرفین کی تقریرون کا خلاصہ درج کرتے ہین لیکن واضح رہے کہ اس خلاصہ کے کسی جزء کا انکار رضاخانی صاحبان نہین کر سکتے اخبار غالب مورخہ ۸ اکتوبر ۲۵ء اور اخبار رسالت مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء اور اخبار ستیا ستر مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء اور ضمیمہ غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء موسوم بہ "شبلی صاحب کے فیصلہ پر سرسری نظر" میں ان تمام مضامین کا اقرار موجود ہے

مولٰنا صاحب۔ قال اللہ تعالیٰ۔ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (پارہ ۲۰ رکوع ۱ سورۂ نمل) ترجمہ۔ اے نبی کہہ دیجیے کہ نہین جانتا کوئی آسمانون مین اور زمین مین غیب کو سوا اللہ کے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جمیع امور غیبیہ کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین البتہ حق تعالےٰ غیب کی جن باتون پر چاہتا ہے اپنے نبیون کو اطلاع دیتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیون سے زیادہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔

(۲) وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (سورۂ یٰس) ہم نے اپنے نبی کو شعر کا علم نہین دیا اور نہ یہ چیز ان کی شان کے لائق ہے۔ ماکان ومایکون مین ایک چیز شعر بھی ہے اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین عطا ہوا لہٰذا جمیع ماکان ومایکون کا دعوے غلط ہوگیا۔

(۳) کتب عقائد مین تمام وہ عقیدے مذکور ہین جن پر اہل سنت وجماعت کے مذہب کی بنیاد ہے مگر کسی کتاب عقائد مین علم غیب کا عقیدہ جیسا کہ مولوی نثار احمد صاحب نے لکھا مذکور نہین اور ہو تو مولوی صاحب دکھلائین لیکن وہ نہ دکھلا سکین گے[۱] البتہ مین نفی اس عقیدہ کی کتب عقائد مین دکھاتا ہون شرح عقائد نسفی مین جہان انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے لکھا ہے یہ کہکر شرح عقائد نسفی کی عبارت ذیل پڑھی :۔

وقد روی بیان عددھم فی بعض الاحادیث علی ما روی ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سئل عن عدد الانبیاء فقال مائۃ الف واربعۃ وعشرون الفا وفی روایۃ مائتا الف

اور یہ تحقیق انبیاء علیہم السلام کا شمار بعض احادیث مین روایت کیا گیا ہے منقول ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شمار انبیاء علیہم السلام کا پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک روایت مین ہے کہ دو لاکھ

[۱] کتب عقائد مین دکھلانے کا بار بار مطالبہ کیا گیا تو سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا نے بھی مولوی نثار احمد صاحب سے کہا کہ آپ کیون نہین دکھاتے مگر مولوی نثار احمد صاحب یہی کہتے رہے کہ کتب عقائد مین دکھانے کی ضرورت نہین۔ آخر مین یہ بھی کہا کہ کتب عقائد مین تو نہین مگر تلاش کرنے سے حاشیہ مین مل جائیگا۔ ۱۲

واربع وعشرون الفا والاولی ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیۃ فقد قال اللہ تعالی منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص[1] علیک ولا یومن فی ذکر العدد ان یدخل فیھم من لیس منھم ان ذکر عدد اکثر من عددھم او یخرج منھم من ھو فیھم ان ذکر اقل من عددھم یعنی ان خبر الواحد علی تقدیر اشتمالہ علی الشرائط المذکورۃ فی اصول الفقہ لا یفید الا الظن ولا عبرۃ بالظن فی باب الاعتقادیات خصوصا اذا اشتمل علی اختلاف روایۃ وکان القول بموجبہ مما یفضی الی مخالفۃ ظاہر الکتاب وھو ان بعض الانبیاء لم یذکر للنبی علیہ الصلاۃ والسلام۔

چوبیس ہزار اور بہتر یہ ہے کہ کوئی عدد خاص تعین کا معین نہ کیا جائے اس لیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ رسولوں میں سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض کا نہیں بیان کیا اور انبیا کا شمار بیان کرنے میں اندیشہ ہے کہ غیر نبی کا شمار نبی میں ہو جائے اگر انکی واقعی تعداد سے زیادہ عدد بیان کیا جائے یا کوئی نبی شمار کرنے سے رہ جائے اگر انکی واقعی تعداد سے کم عدد بیان کیا جائے کیونکہ خبر واحد باوجود ان شرائط کے پائے جانے کے جو اصول فقہ میں مذکور ہیں سوا ظن کا فائدہ دیتی ہے اس سے یقین نہیں حاصل ہوتا اور عقائد کے بارہ میں ظنیات کا اعتبار نہیں خصوصاً جبکہ روایت میں اختلاف بھی ہو اور اسکے موافق عقیدہ رکھنے میں قرآن شریف کی مخالفت لازم آئے اور وہ مخالفت یہ ہے کہ بعض نبیوں کا ذکر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے نہیں کیا گیا

دیکھیے کیسی صاف عبارت ہے جس سے جمیع ماکان ومایکون کا دعوے باطل ہوتا ہے مصنف نے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض نبیوں کی اطلاع نہیں دی گئی کیا انبیاء علیہم السلام ماکان ومایکون میں نہ تھے (یقیناً تھے بلکہ اشرف ماکان و مایکون انھیں کی ذوات قدسیہ ہیں)

(۴) فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی سوا خدا کے کسی کو غیب دان جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے اس وقت چند نہایت معتبر کتابوں کی بعض عبارات پڑھتا ہوں۔

---

[1] جس وقت مولنا صاحب نے یہ آیت پڑھی رضاخانی مولویوں نے خصوصاً سعد اللہ صاحب امام زکریا مسجد نے شور برپا کر دیا کہ آیت غلط پڑھی آیت غلط پڑھی (وہ مناظر قابل دید تھا) لم نقصص نہیں بلکہ لم نقصصھم ہے مولنا صاحب نے فرمایا اسمیں شور وغل کی کیا بات ممکن ہے میری کتاب میں غلط چھپ گیا ہو مگر اسکے بعد مکان پر آکر شرح عقائد کے متعدد نسخوں مطبوعہ ہندوستان ومصر میں دیکھا گیا کسی میں لفظ ھم کی زیادتی نہ تھی پھر قرآن مجید میں دیکھا سورہ مومن کے آخر میں یہ آیت ہے اسمیں بھی لفظ ھم نہیں ہے۔ یہ ہے رضاخانیوں کی ایمانداری لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

دوسری تحریف رضاخانی فرقہ نے ضمیمہ غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء میں آیت الشعراء یتبعھم الغاوون الاھم فی کل واد یھیمون[2] چھاپی ہے حالانکہ قرآن مجید میں بجائے لاھم کے الم تر انھم ہے کیسی کھلی تحریف ہے اس تحریف سے آیت کا مطلب بھی خراب ہو گیا

علامہ محقق ابن ہمام جنکو علامہ شامی کہتے ہین کہ بلغ رتبۃ الاجتہاد - اپنی کتاب مسائرہ مین لکھتے ہین -

وکذا علم المغیبات ای وکعدم علم بعض المسائل اور ایسا ہے غیب کی باتون کا علم یعنی جس طرح بعض علام علم المغیبات فلا یعلم النبی منہا الا ما مسائل کا علم نہین اسیطرح غیب کی باتون کا بھی علم نہین اعلمہ اللہ بہ احیانا وذکر الحنفیۃ فی فروعہم ہے نبی غیب کی باتین صرف اُسی قدر جانتے ہین جو کبھی تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم کبھی اللہ نے انکو بتلا ئین اور حنفیہ نے اپنی فقہ کی کتابون مین الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قل لا یعلم من اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی غیب جانتے تھے فی السموات والارض الغیب الا اللہ - کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قرآنی قل لا یعلم من فی الآیۃ کے معارض ہے

علامہ علی قاری مکی شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین -

ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات پھر جاننا چاہیے کہ انبیا علیہم السلام غیب کی باتین نہین الا ما اعلمہم اللہ تعالے احیانا وذکر الحنفیۃ جانتے مگر جس قدر کہ اللہ تعالے نے کبھی کبھی انکو بتایا تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام اور حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قل لا یعلم علیہ السلام غیب جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کے خلاف ہے -

علامہ زین الدین بن نجیم بحر الرائق مین بحوالہ فتاوے قاضی خان وفتاوے خلاصہ لکھتے ہین -

وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ فتاوے قاضی خان اور فتاوے خلاصہ مین ہے کہ اگر اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی اور رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو صحیح نہوگا اور کافر یعلم الغیب - ہوجائیگا بوجہ اس عقیدہ کے کہ نبی غیب جانتے ہین -

در مختار مین ہے -

تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل اللہ اور رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو جائز نہ ہوگا بلکہ قیل یکفر واللہ اعلم کہا گیا ہے کہ وہ شخص کافر ہوجائیگا - واللہ اعلم -

حضرت مولنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین " ودر شریعت محمدیہ ثابت نہ گردیدہ کہ آنحضرت را تمامی علوم جمیع اشیائے ماضیہ ومستقبلہ جزئیہ وکلیہ طلاع واشتند الا ما شاء اللہ تعالے "

(دیکھو مجموعۃ الفتاوے جلد اول ص مطبوعہ شوکت اسلام پریس لکھنؤ)

مولوی نثار احمد صاحب کے جوابات اور اُن کا جواب الجواب

یہ حوالہ تین کتابون پر شامل ہے یعنی فتاوی قاضی خان فتاوی خلاصہ بحر الرائق - اسلیئے تین ہندسہ اسپر دیے گئے ہین ۱۲

(۱) پہلی آیت کے متعلق کہا کہ لایعلم کے معنی ہیں بغیر بتائے ہوئے نہیں جانتا۔ اس پر مولٰنا صاحب نے مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی اور مولٰنا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن شریف دکھلایا کہ بغیر بتلائے ہوئے کی لفظ کسی ترجمہ میں نہیں آپ نے کہاں سے بڑھائی؟ پھر مولٰنا صاحب نے بحوالہ تفسیر معالم التنزیل[۱] بیان کیا کہ یہ آیت کفار کے اس سوال کے جواب میں اُتری ہے کہ قیامت کب آئیگی لہذا اگر آیت کے ترجمہ میں علم ذاتی کی نفی کی جائے تو سوال سے جواب کو کوئی ربط نہ رہیگا۔ سائل اپنے سوال کا جواب مانگتا ہے اس سے یہ کہنا کہ مجھے علم ذاتی تیرے جواب کا نہیں ہے کس قدر بے ربط بات ہے اس شانِ نزول کا جواب[۲] مولوی نثار احمد صاحب نے اخیر تک معقول یا نامعقول کچھ بھی نہ دیا۔

(۲) دوسری آیت کے متعلق مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ شعر چونکہ بری چیز ہے اور آیۂ الشعراء یتبعھم الغاوون پڑھی سلیے یہ علم حضرتؐ کو نہیں دیا گیا یہ علم شرف نبوت کے خلاف ہے کیا ہم جوتا گانٹھنے کا علم بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مانیں کیا حجام کا علم بھی حضورؐ کیلئے ثابت کریں اور پھر کئی مثالیں ایسی ہی رکیک اور بیہودہ بیان کیں مولٰنا صاحب نے فرمایا کہ یہ تو آپ خود اپنے دعوے کو باطل کیے دیتے ہیں ایک چیز بھی ماکان و مایکون کی حضور کے علم سے باہر مان لی تو جمیع ماکان و مایکون نہ رہا آپ کا دعویٰ غلط ہو گیا۔

(۳) کتب فقہ کی عبارتوں کا یہ جواب دیا کہ مراد فقہا کی یہ ہے کہ جو نبی کے لیے علم غیب ذاتی کہے وہ کافر ہے۔ مولٰنا صاحب نے فرمایا اس مراد کے لیے کوئی قرینہ اُن عبارتوں میں نہیں ہے بلکہ اسکے خلاف[۳] کا قرینہ ان عبارتوں میں موجود ہے تو پھر مولوی نثار احمد صاحب نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرا جواب کتب فقہیہ کا یہ دیا کہ آپ قرآن و حدیث کے مقابل میں فقہ کی کتابیں پیش کرتے ہیں یہ جواب مولوی نثار احمد صاحب کے حنفی ہونے پر پوری روشنی ڈالتا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب کے دلائل اور اُن کے جوابات

علم غیب جمیع ماکان و مایکون کے ثبوت میں مولوی نثار احمد صاحب نے حسب ذیل دلائل پیش کیے

[۱] اصل عبارت تفسیر معالم التنزیل کی یہ ہے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ نزلت فی المشرکین حیث سألوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قیام الساعۃ۔ ۱۲

[۲] یہ شان نزول کتب تفسیر میں مذکور ہونے کے علاوہ سیاق آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے آیت مذکورہ کا تتمہ یہ ہے وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ترجمہ اور نہیں جانتے آسمان والے اور زمین والے کہ کب اُن کا حشر ہوگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے قیامت کا وقت پوچھا تھا اسی کے جواب میں یہ آیت اُتری ہے۔ ۱۲

[۳] مثلاً مسایرہ اور شرح فقہ کی عبارت میں عدم علم اور لم یعلموا کی لفظ اور احیاناً کی لفظ پھر آیت قل لا یعلم کو دلیل بنانا جس سے نفی ذاتی عطائی دونوں کی ہو رہی ہے ۱۲

(۱) قال اللہ تعالٰی وما ھو علی الغیب بضنین (ترجمہ) نبی غیب کے بتانے مین بخیل نہین ہین الغیب مین الف لام جنس کا ہے لہذا تمام افراد علم غیب کے اس مین داخل ہین اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمیع ماکان و مایکون کے عالم تھے۔

مولنا صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ اگر آپ کا یہ استدلال صحیح ہو اور الغیب مین تمام علوم غیبیہ کا احاطہ کر لیا جاے تو یہ لفظ ماکان ومایکون سے بھی زیادہ وسیع ہو جائیگا اور علم باری تعالے کے ساتھ برابری لازم آجائیگی **بجواب** اس کے مولوی نثار احمد صاحب نے کبھی تو کہا کہ ماکان ومایکون سے زیادہ اور ہے کیا۔ اور کبھی یہ کہا کہ ماکان ومایکون کے بعد اب صرف معدومات و ممتنعات باقی رہے اور کبھی یہ کہا کہ تساوی علم باری تعالے لازم نہ آئیگی کیونکہ علم باری تعالے ذاتی ہے اور حضور کا علم عطائی ہے۔ اور کبھی یہ کہا کہ باری تعالے کا علم غیر محدود ہے اور حضور کا علم محدود۔ اور کبھی یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی مثال خدا کے علم کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک چڑیا اپنی چونچ مین سمندر سے پانی لے۔ باری تعالے کا علم سمندر ہے اور حضور کا علم اس پانی کی برابر جو چڑیا کی چونچ مین آتا ہے۔ چڑیا کی چونچ کی تحقیر آمیز مثال مولوی نثار احمد صاحب نے پے در پے چار تقریرون مین بیان کی نعوذ باللہ منہ۔

(۲)۔ مولوی نثار احمد صاحب نے ایک تقریر مین جلدی جلدی حسب ذیل آیات قرآنیہ پڑھ دین [۱] تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک اور [۲] ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک اور [۳] وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء اور [۴] عالم الغیب فلا یظہر

سلہ ان آیات کا ترجمہ علے الترتیب یہ ہے کہ ۱۔ یہ بات غیب کی خبرون مین سے بعض ہے جس کو ہم آپ پر وحی کرتے ہین ۲۔ یہ چیز غیب کی خبرون مین سے بعض ہے جس کو ہم آپ پر بذریعہ وحی نازل کرتے ہین ان دونون آیتون مین من تبعیضیہ موجود ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعض باتین غیب کی بذریعہ وحی حضور کو بتائی گئین ۳۔ اللہ ایسا نہین ہے کہ تم کو غیب پر اطلاع دے ولیکن اپنے رسولون مین سے جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے یعنی اُن کو غیب کی باتون پر اطلاع دیتا ہے ۴۔ اللہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا مگر جس رسول کو پسند کرتا ہے اس کو مطلع کرتا ہے ۱۲۔ تفسیر اور فقہ کی کتابون مین تصریح ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کا غیب کی باتون پر مطلع کیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ شامی شرح درمختار کتاب النکاح مین ہے وان الرسل یعرفون بعض الغیب۔ قال تعالی۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا کے پیغمبر غیب کی بعض باتین جانتے ہین دلیل اسکی یہ آیت ہے عالم الغیب الخ ۱۲۔

علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ ان آیتون کو تلاوت کر کے کہنے لگے کہ ان کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے مین طول ہوگا لہٰذا خلاصہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جمیع ماکان ومایکون حاصل تھا۔ سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا نے بار بار کہا کہ حضرت آپ طول کا خیال نہ کیجیے مجھے تو یہ بحث اچھی معلوم ہوتی ہے مین نے تو آج ان باتون کو سنا مگر مولوی نثار احمد صاحب نے ترجمہ واستدلال ان آیات کا نہ بیان کیا۔

مولٰنا صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ ان آیات کا خلاصہ ہرگز وہ نہین جو آپ نے بیان کیا بلکہ ان کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کو بعض باتین غیب کی بتائی جاتی ہین نہ کل اور نہ جمیع ماکان ومایکون اور یہ ہمارا عقیدہ ہے نہ آپ کا۔ آپ کی پیش کردہ چار آیات مین سے دو مین مِن تبعیضیہ موجود ہے اور دو مین اگر بعض کی لفظ نہین تو کل کی بھی نہین ہے لہٰذا آپ کا مدعا ثابت نہوا اور اگر آپ کی خاطر سے کل مراد لے لیا جائے تو ماکان ومایکون سے بھی زیادہ یہ لفظ وسیع ہوجائیگا اور علم حق تعالےٰ کے ساتھ برابری لازم آئیگی۔ نعوذ باللہ منہ۔

(۳)۔ مولوی نثار احمد صاحب نے پے در پے کئی بار کہا کہ یہ مین جانتا ہون کہ بہت سی آیتین ہین بہت سی حدیثین ہین بہت سے واقعات ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا مگر یہ آیات واحادیث وواقعات پہلے کے ہین حضور کو علم غیب ماکان ومایکون آخر عمر مین اخیر وقت مین ملا۔

(۴) مولوی نثار احمد صاحب نے کئی دفعہ کہا کہ اگر حضور کو علم غیب ماکان ومایکون کا حاصل ہونا اخیر عمر مین نہ مانا جائے تو ما انا بقارئ اور لا اعلم کی تاویل نہایت دشوار ہوگی اور قرآن شریف کی آیتون مین تعارض ہوجائیگا کہ بعض آیات سے تو نفی علم غیب کی ہوتی ہے اور بعض سے ثبوت ہوتا ہے۔

جناب مولٰنا صاحب کی آخری تقریر

حضرات حاضرین محفل چند باتین یاد رکھین جن سے پوری توضیح اس بحث کی ہوچکی۔

اول۔ جناب مولوی نثار احمد صاحب نے جس قدر آیات پڑھین ایک سے بھی کل علم غیب یا جمیع ماکان ومایکون ثابت نہ ہوا۔

دوم۔ جو عقیدہ اپنا اس مسئلہ مین انھون نے بیان کیا اس کو کتب عقائد مین باوجود پے در پے

مطالبہ کے نہ دکھایا بلکہ اقرار کر لیا کہ کتب عقائد مین کہین یہ عقیدہ نہین ہے شاید تلاش سے کسی حاشیہ مین ملے۔ البتہ مین نے اپنے عقیدہ کی تائید شرح عقائد نسفی سے پیش کر دی۔

سوم۔ کتب فقہ حنفی کی جو عبارتین مین نے پیش کین اس کا جواب مولوی صاحب نے نہ دیا۔

چہارم۔ مولوی صاحب نے بار بار اقرار کیا کہ بہت سی آیتین اور حدیثین اور بہت سے واقعات ان کے عقیدہ کے خلاف اور میرے عقیدہ کی تائید مین ہین۔

پنجم۔ مولوی صاحب کے خیال مین کچھ آیات ان کے عقیدہ کے ثبوت مین بھی ہین اور اس طرح گویا قرآن شریف کی آیتون مین دو مختلف و متضاد مضمون بیان ہوئے ہین جن مین تطبیق کی صورت مین یہ عرض کرتا ہون کہ نفی کل کی ہے اور اثبات بعض کا ہے مگر مولوی صاحب یہ تجویز کرتے ہین کہ نفی کی آیات و احادیث و واقعات پہلے کے ہین حضور کو علم غیب اخیر عمر مین ملا۔ اس پر میرے دو سوال ہین۔ ایک یہ کہ حضور کی تمام عمر شریف مولوی صاحب نے بے کمالی مین فرض کر لی۔ کیا یہ توہین حضور کی نہین ہے۔ دوسرا یہ کہ مولوی صاحب کو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضور کو اخیر عمر مین علم غیب ملا اگر کسی آیت یا حدیث مین یہ مضمون ہو تو وہ آیت یا حدیث پیش کرین اور اگر مولوی صاحب نے استنباط کیا ہو تو صاف فرما دین کہ یہ میرا اجتہاد و استنباط ہے پھر انشاء اللہ مین ایک آیت[1] قرآن شریف کی پیش کرونگا جس مین اخیر وقت مین بھی علم غیب کے حصول کی صریح نفی موجود ہے۔

ششم۔ مولوی صاحب نے حق تعالیٰ کے علم کی برابری کے کئی مختلف جواب دیے۔ ایک جواب کا ماحصل یہ ہے کہ مقدار مین تو حضور کا علم اور خدا کا علم برابر ہے فرق صرف کیفیت کا ہے کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور حضور کا علم عطائی ... جو وقعت رکھتا ہے ظاہر ہے ایک جواب کا حاصل یہ ہے کہ حضور کے علم شریف کو دریا کی چھینٹ سے تشبیہ دی گر اس کا محدود ہونا اور خدا کے علم کا غیر محدود ہونا

---

[1] چونکہ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوگیا ... یہ آیت پیش نہ ہوئی وہ آیت یہ ہے یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (پارہ ۷ سورۂ مائدہ) (ترجمہ جس دن جمع کرے گا اللہ رسولون کو ... قیامت کے دن ... پوچھیگا کہ تم کو قوم ... سے کیا جواب ملا ... غیبون کو جاننے والا تو ہی ہے۔ اس آیت سے ... قیامت کے دن ... غیب دانی سے انکار ... اخیر عمر ... [illegible]

علم غیب ... [illegible]

بیان فرمایا مگر جب جمیع ماکان و مایکون کا علم حضور کو ہے اور مولوی صاحب فرما چکے کہ جمیع ماکان و مایکون کے بعد صرف معدومات و ممتنعات باقی رہجاتے ہین تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ صرف معدومات و ممتنعات کی زیادتی خدا کے علم مین ہوئی اس سے خدا کا علم غیر محدود کیسے ہوا۔ پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ معدومات و ممتنعات محض فرضی چیزین ہین ان فرضی چیزون کے علم کو خدا کے مخصوصات سے کہنا علم الٰہی کی کس قدر تنقیص ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب کی آخری تقریر

(۱) مولوی صاحب نے اپنی آخری تقریر مین پھر چڑیا کی چونچ کی تشبیہ دیکر خدا کے علم کا غیر محدود ہونا اور حضور کے علم کا محدود ہونا بیان کیا اور مولنٰا صاحب کی کسی بات کا جواب نہ دیا جس کا صاف منشایہ تھا کہ مولوی صاحب چاروناچار حضرت مولنٰا صاحب کے عقیدہ سے متفق ہوگئے اور صرف لفظون کا فرق رہ گیا۔ رضاخانیون کا اصلی مذہب مولوی صاحب نے بہ تقاضائے مصلحت وقت ظاہر نہ کیا۔

(۲)۔ مولوی نثار احمد صاحب نے آخر عمر مین حضور کو علم غیب (وہ بھی بقول خود چڑیا کی چونچ کے پانی کے برابر) ملنے کے ثبوت مین آیہ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ[1] اور حدیث تجلّٰی لی کل شیء پڑھدی مگر نہ اس کا کچھ مطلب بیان کیا نہ استدلال کی تقریر کی۔ البتہ بار بار تعلّی و خودستائی کے الفاظ کہتے رہے اور عوام کو اشتعال دلانے کی بے سود کوشش کرتے رہے۔

اسی اثناء مین کسی نے کہا کہ وقت زیادہ ہوگیا ہے لہذا علامہ شبلی صاحب نے سیٹھ سلیمان قاسم میٹھا کی رائے سے جلسہ برخاست کیا۔

---

[1] اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے اتاری تجھ پر یہ کتاب جس مین ہر شے کا بیان ہے مولوی صاحب کا استدلال غالبًا یہی ہوگا کہ قرآن مین جب ہر شے کا بیان ہے ... قرآن کے ختم ہونے کے بعد حضور کو علم غیب جمیع ماکان و مایکون کا ... قرآن کا اختتام آخر عمر مین ہوا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ آیت مین کل شیء سے مراد صرف وہی کل چیزین ہین جو دین سے تعلق رکھتی ہون اور اس مراد کا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف دین کی کتاب ہے ... دنیاوی چیزون سے کیا واسطہ؟ اس کی نظیر یہ ہے کہ حضرت بلقیس کے متعلق قرآن شریف مین ہے وَ اُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ یعنی بلقیس کو ہر شے دی گئی بالاتفاق یہان ہر شے سے مراد صرف اشیاے متعلقہ سلطنت و بادشاہت ہین ورنہ ظاہر ہے کہ بلقیس کو نبوت ایک شے ہے وہ ... نہ ملی اور اسی طرح کی بہت سی چیزین ان کو نہین ملین ۱۲

سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا اور احمد حاجی صدیق کھتری نے اصرار کیا کہ کل حمیدیہ مسجد بمبئی میں
جلسہ ہونا چاہیے اور خود ہی اس کا اعلان کر دیا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ علامہ شبلی کی منظوری سے
یہ اعلان ہوا یا حکیم سراج الدین صاحب نے یہ اعلان کیا۔

یہ تقریرین کچھ تو علامہ شبلی کے مکان مین ہوئین جب نماز عصر کا وقت آگیا تو
کھتری صاحب مذکور کے بیجا اصرار اور سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا صاحب کی تائید سے درگاہ مہائم شریف
کی مسجد مین جلسہ ہوا اور اخیر تک وہین رہا۔

دوسرا دن

مباحثۂ مذکور شب کو بوقت نماز عشا ختم ہوا فریقین اپنے اپنے مکانات کو واپس آئے
باوجود ان بدعنوانیون کے جو فریق ثانی کی طرف سے پیش آئین اور باوجود اس کے کہ حمیدیہ مسجد
مین اس سے زائد توقعات تھین لیکن ہم لوگ ہر بات کو برداشت کرنے اور ادفع بالتی ھی
احسن پر عمل کر کے حمیدیہ مسجد مین جانے کو تیار تھے کہ علامہ شبلی کا خط گیارہ بجکر ۴۵ منٹ پر
حضرت مولنا صاحب کے نام پہونچا اور قاصد کے پاس دوسرا خط بنام مولوی نثار احمد صاحب بھی
تھا سید کے کاغذ پر دونون کے نام بھی تھے۔ اس خط مین علامہ شبلی کا بحث دیر در زہ کے متعلق فیصلہ
اور آئندہ اس طوفان بے تمیزی کی شرکت سے استعفا تھا۔ اسی وقت متعدد قلمی نقلین لکھوا کر شہر
مین جابجا خصوصًا حمیدیہ مسجد کے دروازہ پر چسپان کرا دی گئین اور فورًا بصورت اشتہار وہ فیصلہ
چھپ کر شائع بھی ہو گیا جو حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات علماء اعلام و مفتیان کرام مولانا مولوی عبد الشکور صاحب و مولوی نثار احمد صاحب
متعنا اللہ بعلومکما

بعد السلام و التحیات عرض پرداز ہون کہ مین اپنی حکمیت سے مستعفی ہوتا ہون

وجہ یہ کہ اول تو میری حکمیت فلتۃً تھی ہین تو اُن پانچ حکم مین سے ایک تھا
جن کا تقرر بذریعہ اعلان کے کیا گیا تھا، دوم اجتماع مجلس مناظرہ بندہ کے مکان
پر محض اس لیے کیا تھا کہ وہان چند خواص کا مجمع ہوگا مگر بعد مین سوائے چند
علماء کرام کے ہر قسم کے لوگ جمع ہو گئے اور افتتاح جلسہ مین فریقین نے مجھے صدر
تجویز کیا والخیر فیما وقع روز جمعہ کی کارروائی جلسہ کے متعلق جہان تک میرا خیال ہے
فریقین کا دعویٰ ایک ہی منوال پر ہے صرف موضوع مین لفظی
اختلاف ہے مجمع نے سُن لیا کہ دونون حضرات کے اقوال علم غیب
نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق منافی و مثبت تھے
مولوی نثار احمد صاحب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا علم غیب خدا کے علم غیب کے مقابل ایسا
ہے جیسے کہ ایک چڑیا دریا سے چونچ مین پانی لیلے اور مولوی عبد الشکور
صاحب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسی قدر
علم غیب تھا جس قدر خدا نے آپ کو عطا فرمایا تھا، ان دونون دلائل کا

مفہوم ایک ہی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ما کان و ما یکون کے علوم غیبیہ سے اُسی قدر واقف تھے جس قدر کہ منجانب اللہ آپ کو عطا ہوئے تھے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ واللہ اعلم۔ کل کے مناظرہ کے بارے مین میرا یہی فیصلہ ہے۔ آئندہ فریقین کو اختیار ہے اپنے لیے کوئی اور حکم منتخب کرلین۔ میرا استعفا اور عذر قبول فرمائین۔

آج بروز سنیچر جو کچھ کارروائی مسجد حمیدیہ (واقع پائید ھونی) مین ہونے والی ہے اُس کے متعلق مین کسی طرح ذمہ دار نہین ہون کیونکہ کل کے جلسہ مین بدعنوانی و عدم مصالحت کی روش پائی گئی۔ آئندہ آپ لوگون کی کارروائیون سے مین مقطوع التعلق اور بری الذمہ ہون واللہ علی ما اقول شہید والحمد للہ اولاً و آخراً

راقم

احمد اشبیلی اللہ لہ

محررہ تاریخ ۱۷ - ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

حقانی فیصلہ کے بعد کیا ہوا؟

(۱) اگرچہ علامہ شبلی نے رضاخانیون کی بہت رعایت کی کہ اُن کی شکست وفرار کی تصریح فیصلہ مین نہ کی حالانکہ اصل مبحث یعنی مولوی احمد رضاخان صاحب اور اُنکی ذریت کے خانہ ساز فتوے کی صحت ثابت کرنے سے گریز کرنا۔ وہابی کی من گھڑت تعریف بیان کرکے اس کو اپنی اصطلاح کہنا ہماری پیش کردہ آیات واحادیث وعبارات فقہیہ کے جواب سے عاجز رہنا۔ کتب عقائد مین اپنے عقیدہ کو نہ دکھا سکنا کسی آیت یا حدیث سے اپنے عقیدہ کو نہ ثابت کرسکنا نقض امن کی پر زور تدابیر اور خلاف تہذیب وخلاف انسانیت افعال سے مناظرہ کو درہم وبرہم کرنا وغیرہ وغیرہ اظہر من الشمس چیزین فیصلہ مین دکھائی جاسکتی تھین مگر پھر بھی رضاخانی بے چین ہوگئے کیونکہ اُن کی شکست یہی کیا کم ہوئی کہ مولنا صاحب مدیر النجم کی وہابیت نہ ثابت کرسکے۔

(۲) باوجود حکم صاحب کے استعفا دینے اور فیصلہ بھیج دینے کے رضاخانیون نے حمیدیہ مسجد مین جلسہ کیا اور پہلے دن سے بدرجہا زیادہ فساد برپا کرنے کی تدبیرین کین۔

(۳) عین جلسہ مین حکیم سراج الدین صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کو حسب ذیل خط بھیجا جو بمبئی کے اخبارون مین بھی شائع ہوگیا۔

کھلا خط بنام مولوی نثار احمد صاحب

جناب من۔ علامہ شبلی صاحب کا فیصلہ کل کے مناظرہ کے متعلق اور صدارت سے استعفا ہمارے پاس پہونچا آپ کو بھی ملا ہوگا۔ لہذا آئندہ اگر آپ مناظرہ کی خواہش رکھتے ہون تو تبراضی طرفین کوئی حکم تجویز ہوجائے مقام معین ہوجائے اور باقاعدہ انتظام ہوجائے تو ہم لوگ آمادہ ہین۔ اسی لیے حضرت مولنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب بمبئی مین مقیم ہین۔ فقط

رقیمہ نیاز سراج الدین احمد ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ع

مگر مولوی نثار احمد صاحب نے حاضرین جلسہ کو نہ فیصلہ کی خبر دی نہ یہ کھلا خط سنایا بلکہ مسجد مین سب وشتم کرتے رہے۔

(۴) ختم مناظرہ کے بعد بمبئی کی فضا مین عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا مولوی نثار احمد صاحب کی شکست اور حیلہ بازی کی چرچا ہر خاص وعام کی زبان پر تھی خود ان کی جماعت مین بہت لوگ اُن کے خلاف ہوگئے اور تمام لوگون کی نظر مین ان کی وہ ذلت ہوئی کہ خدا کسی کو نصیب نہ کرے۔

(۵) اہل بمبئی پر رضاخانی فرقہ کی حقیقت اسطرح ظاہر ہوئی کہ اب سوا کف افسوس ملنے کے اُنکے پاس کچھ نرہا۔

(۶) حضرت مولٰنا صاحب مدیر النجم کے وعظون کا ہر طرف سلسلہ شروع ہوا وعظون مین مجمع کی کثرت اور شان و شوکت قابل دید تھی۔

(۷) دھاراوی (بمبئی) کے وعظ مین ایک بڑے مجمع مین حسب ذیل تجاویز پاس ہوئین :-

تجاویز جلسۂ عام منعقدہ دھاراوی (بمبئی)

(۱) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام مولوی نثار احمد صاحب اور انکے رفقا سیٹھ احمد حاجی صدیق کھتری و سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا وغیرہ کی اُن بدعنوانیون پر جو انھون نے جلسۂ مناظرہ منعقدۂ ۲۷ ربیع الاول روز جمعہ مقام مہائم شریف (بمبئی) مین جناب مولٰنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مُدیر النجم و حَکَم جلسہ جناب علامہ احمد الشبیلی صاحب کی شان مین کین اُن پر اظہار نفرت و ملامت کرتا ہے اور مولٰنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب و علامہ احمد الشبیلی صاحب کے استقلال اور صبر و حلم کو قدر و منزلت کی نگاہون سے دیکھتا ہے۔ اور اُن کے شایان شان سمجھتا ہے

محرک :- محمد ادریس   مؤید :- محمد شبیر

(۲) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام علامہ احمد الشبیلی صاحب کے فیصلہ مناظرہ مابین جناب مولٰنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم و مولوی نثار احمد صاحب بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ روز جمعہ کو حقانی فیصلہ تصور کرتا ہے اور رضاخانی جماعت کی حرکات ناشایستہ اور بدعنوانیون اور بدتہذیبیون پر نظر کرتے ہوے جناب علامہ صاحب موصوف کے منصب حکمیت سے مستعفی ہوجانے کو حق بجانب سمجھتا ہے۔

محرک :- عبد الستار   مؤید :- محمد ادریس

(۳) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام رضاخانی جماعت کے ان حرکات ناشایستہ پر جو انھون نے باوجود علامہ احمد الشبیلی صاحب حَکَم مناظرہ کا فیصلہ اور استعفا پہونچ جانے اور شایع ہوجانیکے لوگون سے اسکو پوشیدہ رکھکر مسجد حمیدیہ (پایدھونی) مین جلسہ منعقد کرکے عوام الناس کو مشتعل کرنے اور مولٰنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم کے خلاف غلط پروپگنڈا پھیلانے پر اظہار نفرت و ملامت کرتا ہے۔

محرک :- منشی محمد شفیع   مؤید :- نثار احمد

(۸) آخر مین رضاخانی فرقہ کی سازش بغض کے ساتھ طشت از بام ہوئی اور بہت سے مخفی راز کھلے جو آیندہ کسی وقت مفید نتایج کے ساتھ ظاہر کیے جائینگے۔

برادران اہل سنت و جماعت اس مباحثہ سے عبرت حاصل کرین اور فرقہ رضاخانی کی کارروائیون سے دین آلہی کی حفاظت کرین۔ ھذا آخر الکلام والحمد للہ رب العالمین ٥ تمت

تکملہ

تکمیل نفع کے لیے مناسب معلوم ہوا کہ طبع ثانی مین ان تحقیقات اربع کا اضافہ کیا جائے تحقیق اول مین اس مباحثہ کے نتیجہ کا بیان ہے۔ تحقیق دوم مین مسئلہ علم غیب پر مزید دلائل تحقیق سوم مین باقی چھ مسائل کا تذکرہ تحقیق چہارم مین حضرت مولانا محمد عبد الحی رحمۃ اللہ تعالے کا مختصر تذکرہ۔

تحقیقِ اوّل

اس مباحثہ کے بہت سے نتائج تو ایسے ہین جو مبئی کے حالات کے مشاہدہ سے تعلق رکھتے ہین جو بیان مین آ سکتے ہین ان مین سے چند حسب ذیل ہین۔

(۱) شیعون نے رضاخانیون کو اپنا آلہ کار بنا کر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم ادام اللہ برہانہ کے خلاف جو پروپگنڈا پھیلانا چاہا تھا جس کو وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال کا مصداق سمجھنا چاہیے ہبا ءً منثورا ہو گیا رضاخانیون کا وہ نام نہاد فتوی جس پر شیعون کو بڑا ناز تھا اپنے مصارف سے چھاپ کر بڑی مسرت سے ہر جگہ تقسیم کرتے پھرے مسترد ہو کر خاک مین مل گیا۔[1]

(۲) وہابی کا لفظ خاص کر مبئی مین ایک ہوّا تھا ایک جادو کا منتر تھا کسی کو وہابی کہدینا اسکے قتل کا مرادف تھا پھر نہ کسی تحقیق کی ضرورت نہ تفتیش کی۔ اس مباحثہ مین یہ بات ظاہر ہو گئی کہ لفظ رضاخانیون کی اصطلاح مین اس شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اہل سنت جماعت ہو ائمہ اربعہ مین سے کسی کا مقلد ہو کتاب و سنت و اجتہادات ائمہ سے منحرف نہیں بلکہ صرف رضاخانیون سے مسائل مین اختلاف رکھتا ہو

[1] اس فتوے کی صحت کا مدار جن کی شان سے تھا اسی بنیاد پر یہ تحفہ مرتب ہوا تو قائم ہو گئی مگر مولوی نثار احمد صاحب نے اس پر بحث کرنے سے انکار کیا اور دوسرے رضاخانی جنکے دستخط فتوے پر ثبت تھے خجستہ رہے۔ جیسے کہ میدان میں آ کر بھی اپنی زبان سے اسوقت نہ نکال سکے اس فتوے کی صحت ثابت کر سکتے ہین۔ دوسرے اس فتوے مین وہابیت کا حکم مسئلہ اقتدا بالمخالف پر دیا گیا اور مباحثہ مین وہابیت کی بنیاد صرف ان سات مسائل پر بیان کی گئی جنمین مسئلہ اقتدا بالمخالف نہین ہے۔ تیسرے یہ کہ فتوے مین وہابیت کو سنیت و حنفیت کا ضد قرار دیا گیا ہے اور مباحثہ مین وہابی سنی حنفی کو کہا گیا۔ ان تمام امور کے بعد یون کہہ سکتا ہے کہ اس فتوے کی کچھ حیثیت باقی رہی

وہابی کی یہ جامع و مانع تعریف وہابیت کی حقیقت کا اس طرح انکشاف اگر سیکڑون مناظرون کے بعد حاصل ہوتا تب بھی مفت تھا۔ اسکے بعد بمبئی کی سرزمین مین انقلاب عظیم ہوا اور ہونا ہی چاہیے تھا۔

(۳) علم غیب کا مسئلہ ایسا صاف ہوا کہ باید وشاید سب کو معلوم ہوگیا کہ رضاخانیون نے جو عقیدہ اپنا بنا رکھا ہے اُس مین کوئی عظمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہے۔ وہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کا کتب عقائد مین کہین پتہ نہین بلکہ اس کی نفی موجود ہے۔ وہ ایسا عقیدہ ہے کہ نصوص قرآنیہ کے خلاف ہونے کے سبب سے فقہائے حنفیہ نے اسپر کفر کا فتوے دیا ہے۔ اس ایک مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہوجانے سے رضاخانیون کے باقی چھچھ مسائل کا حال بھی ظاہر ہوگیا کہ وہ بھی ایسے ہی ہونگے بلکہ اس سے بدتر۔

(۴) سب کو معلوم ہوگیا کہ رضاخانیون کا دعوے محبت و تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محض عوام کو خوش کرنے اور اُنسے روپیہ حاصل کرنے کے لیے ہے دل اُنکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت سے بالکل خالی ہین ورنہ چڑیا کی چوںچوں[1] کی مثال مولوی نثار احمد صاحب کی زبان سے بار بار نہ نکلتی اور اگر نکل گئی تھی تو دوسرے رضاخانی خاموش نہ رہتے۔

(۵) عام طور پر لوگون کو رضاخانی مولویون اور اُنکے پیشہ ور واعظون کے حال سے واقفیت پیدا ہوگئی اور اس بات کا احساس و امتیاز ہوا کہ دین فروش مولویون سے انکے فتوون اور وعظون سے سوا ایمان کی تباہی اور فتنہ انگیزی کے کوئی فائدہ نہین ہوسکتا سچ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء	ہر شر سے زیادہ شر بُرے عالم ہین اور ہر خیر سے زیادہ خیر اچھے عالم ہین۔
اور فرمایا ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنة وفیھم تعود۔	اس وقت اُن کے علما آسمان کے نیچے کی تمام چیزون سے بدتر ہونگے انھین کے پاس سے فتنہ نکلیگا اور انھین مین لوٹ کر جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ ... شراب خواری اور بدکاری سے

[1] حضرت مولانا اسمعیل شہید نے ... سے بڑی مخلوق چوہڑے چمار سے کمتر ہے اسپر ان رضاخانیون نے ایک طوفان بے تمیزی برپا کردیا کہ نبیون کی توہین ہوگئی حالانکہ نبیون کا نام بھی اس عبارت مین نہین ہے اب خود دیکھین کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر کیسی رکیک تشبیہ بیان کی۔ سچ ہے ؎

جو ترا خدا خواہد کہ پردہ کس درد ... میلش اندر طعنہ پاکان برد ۱۲

بھی بدتر قرار دیا ہے ۔ فرماتے ہیں ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

تحقیق دوم

تمام اہل سنت وجماعت تمام سلف صالحین کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالے کی صفات مخصوصہ سے ہے اب تک مسلمانوں کے روزمرہ میں بولا جاتا ہے کہ غیب کا حال خدا جانے الغیب عند اللہ حق تعالے نے بطور معجزہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو غیب کی جن باتوں پر اطلاع دی وہ انکو معلوم ہوئیں مگر چند روز سے اعدائے سنت نے اس متفق علیہ عقیدہ کے خلاف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ماننا ضروری قرار دیا ہے اور طرفہ تماشا ہے کہ جو شخص انکے اس خانہ ساز عقیدہ کو نہ مانے اسکو وہابی کہتے ہیں ۔ چوری اور پھر سینہ زوری ۔ اس مباحثہ میں اس عقیدہ پر کافی روشنی پڑ چکی تین آیتیں عین مباحثہ میں پیش ہوئیں ۔ دو مستقلاً اور ایک شرح عقائد کی عبارت میں ضمناً جن کا کوئی جواب فریق ثانی کی طرف سے ہوا نہ ہو سکتا ہے اور ایک آیت حاشیہ صفحہ میں بوقت طبع اول اضافہ کیگئی اب چھ آیتیں اور لکھی جاتی ہیں تاکہ دس کا عدد پورا ہو جائے اسکے بعد دس احادیث صحیحہ بھی نقل کیجائینگی ۔ فقہائے کرام کے اقوال عین مباحثہ میں پیش ہو چکے ۔

آیاتِ قرآنیہ

(۱) پارہ ۔ رکوع ۔ سورہ انعام ۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ ترجمہ تو کہہ میں نہیں کہتا کہ مجھ پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں اسی پر چلتا ہوں جو مجھکو حکم آتا ہے تو کہہ کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھتا کیا تم دھیان نہیں کرتے ۔ موضح القرآن

تفسیر معالم التنزیل میں لا اعلم الغیب کے تحت میں لکھا ہے فاخبرکم بما غاب عنی مما مضی وما سیکون یعنی میں غیب دان نہیں ہوں کہ تمکو گذشتہ اور آئندہ ہونیوالی باتوں کے غیب کی خبریں بتایا کروں ۔ دیکھئے کس صراحت کے ساتھ خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے حکم دیا کہ اعلان کر دیجیے کہ میں غیب نہیں جانتا ۔ اور شبہ ہو سکتا تھا کہ پھر آپ میں اور دوسرے لوگوں میں فرق کیا رہا تو اسکو یوں رفع فرمایا کہ مجھپر وحی آتی ہے اسی لئے میں بینا ہوں اور تم نابینا ہو یہ فرق کچھ کم ہے

اس آیت کے ساتھ سورۂ ہود کی وہ آیت ملاؤ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس بارہ میں تمام انبیا علیہم السلام کا حال یکسان ہے غیب دانی تو خاصۂ خداوندی ہے۔

اسی لیے حضرت سعدی رحمہ اللہ نے گلستان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرماکر یہ تعلیم دیدی کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب دان نہ سمجھو۔ فرماتے ہیں۔ ؎

یکے پرسید ازان گم کردہ فرزند کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوے پیراہن شنیدی چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہان است دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

(۲) پارہ ۹ رکوع ۱۲ (سورۂ اعراف) قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ترجمہ تو کہہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جانا کرتا غیب کی بات تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھکو برائی کبھی نہ پہونچتی میں تو یہی ہوں ڈر اور خوشی سنانے والا ماننے لوگوں کو۔ (موضح)

ف کیسی صاف نفی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونیکی ہے اکثر مفسرین مثل صاحب معالم التنزیل آیت کے مطلب میں لکھتے ہیں خوبی اور برائی سے مراد دنیا کا آرام و تکلیف ہے یعنی میں غیب دان ہوتا تو دنیا کی تکلیفوں سے بچ جاتا جیسے غزوۂ احد میں شکست ہوئی نہوتی۔ اور ہوسکتا ہے کہ خوبی اور برائی کا عام رکھا جائے اس صورت میں آخرت کے متعلق اجمالاً تو آپکو آپکے اور آپکے موافقین و مخالفین کے انجام سے حق تعالیٰ نے مطلع کر دیا تھا مگر تفصیل کی آپ کو اطلاع نہ تھی کہ کیا کیا مراتب عالیہ اور کیسے کیسے مدارج قرب آپ کو حاصل ہونگے اسکی تائید سورۂ سجدہ کی اس آیت سے ہوتی ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ انکے اعمال کے بدلے میں کیا کیا راحتیں اسکے لیے عالم آخرت میں پوشیدہ رکھی گئی ہیں

(۳) پارہ ۷ رکوع ۱۳ (سورۂ انعام) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ترجمہ اور اسی پاس ہیں کنجیاں غیب کی انکو کوئی نہیں جانتا سوا اسکے اور جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پات جو وہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب میں۔ (موضح)

(۴) پارہ ۲۱ رکوع ۱۳ (سورۂ لقمان) اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ترجمہ اللہ جو ہے اس پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو ہے ان کے پیٹ مین اور کوئی جی نہین جانتا کہ کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کہ کس زمین مین مریگا تحقیق اللہ ہے سب جانتا خبر دار۔

(۵) پارہ ۲۶ رکوع (سورہ احقاف) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ترجمہ تو کہہ مین کچھ نیا رسول نہین آیا اور مجھکو معلوم نہین کیا ہونا ہے مجھسے اور تم سے (موضح) ف اس آیت مین بھی یا تو دنیا کے متعلق اپنے انجام و معاملات کی لاعلمی مراد ہے یا آخرت کے مراتب عالیہ کی تفصیل کی لاعلمی مقصود ہے بہرحال جمیع ماکان و مایکون کی صاف نفی ہے

(۶) پارہ ۱۲ سورہ ہود) وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ ترجمہ اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانون اور زمین کی اور اُسی کی طرف رجوع ہے کام سارا (موضح)

احادیث

(۱) حدیث تابیر نخل صحیح مسلم وغیرہ مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہان تابیر نخل کا رواج تھا یعنی نر چھوہارے کے شگوفے مادہ درخت کے شگوفہ مین ملائے جاتے تھے آپ نے منع فرمایا صحابہؓ کرام نے نہ کیا اسسال پھل مین کمی ہوگئی تو حضور نے فرمایا جو تم کرتے تھے وہی کرو انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی تم اپنی دنیا کی باتین مجھ سے زیادہ جانتے ہو دیکھیے کس صراحت کے ساتھ جمیع ماکان و مایکون کے علم کی نفی کی ہے

(۲) حدیث لحن بالحجۃ صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے کوئی معاملہ پیش ہوتا ہے اور ایک فریق زبان آوری سے اپنی دعوے بیان کرتا ہے مین سمجھتا ہون کہ یہی حق پر ہے اسی کے موافق فیصلہ کردیتا ہون لیکن فی الواقع ایسا نہو تو میرے فیصلہ سے وہ چیز جائز نہین ہوسکتی ماکان و مایکون کے علم کی کیسی صاف نفی ہے اگر ماکان و مایکون کا علم ہوتا تو آپ کو خلاف واقع فیصلہ کرنے کا اندیشہ کیون ہوتا۔

(۳) حدیث اساری بدر جسکا مجمل تذکرہ قرآن شریف میں ہے اور مفصل صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ قیدیان بدر کو آپ نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا خدا کو نا پسند ہوا اور آیات عتاب نازل ہوئین آپ نے فرمایا اگر عذاب آتا تو سوا عمرؓ کے کوئی نہ بچتا ان کی رائے فدیہ لینے کے خلاف تھی۔

(۴) حدیث افک صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث مین ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی گئی حضور اسی تہمت کے سبب سے انکو اپنے گھر بھیجدیا اور مشورہ فرمایا ... اسکی تصدیق ... جب اللہ کی برأت قرآن شریف مین نازل ہوئی اس وقت حضور کی ناراضی رفع ہوئی ...

(۵) حدیث کعب بن مالک بہت مشہور واقعہ ہے آیۂ کریمہ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا میں اسی کا تذکرہ ہے صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ غزوۂ تبوک مین وہ اپنی سستی کی وجہ سے ہمراہ نہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منافق سمجھا اور اس قدر ناراض ہوے کہ خدا کی زمین اُن پر تنگ ہوگئی۔ آخر ان کا عذر قرآن شریف مین نازل ہوا۔

(۶) حدیث من صلّى عليّ نائيًا۔ شعب بیہقی اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ مین ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھپر سلام یعنی درود پڑھیگا مین اس کو خود سنونگا اور جو شخص کسی دور مقام سے درود پڑھیگا اُس کو فرشتے پہونچائینگے۔ اگر جمیع ماکان ومایکون کا علم ہوتا تو فرشتون کے پہونچانے کی کیا حاجت تھی دور نزدیک سب کا سلام یکسان خود سنتے۔

ف علامۂ ابن حجر مکی جوہر منظم مین لکھتے ہین۔

ومن اعظم فوائد الزيارة ان زائره صلى الله عليه وسلم اذا صلى وسلم عليه عند قبره سمعه سماعًا حقيقيًا ورد عليه من غير واسطة وناهيك بذلك بخلاف من يصلي او يسلم من بعد فان ذلك لا يبلغه ولا يسمعه الا بواسطة والدليل على ذلك احاديث كثيرة ذكرتها في كتابي السابق ذكره منها ما جاء بسند جيد وان قيل انه غريب من صلّى عليّ عند قبري سمعته ومن صلّى عليّ من بعيد اعلمته۔

زیارت قبر اقدس کے بڑے فائدون مین سے ایک یہ ہے کہ زائر جب آپ پر صلوۃ وسلام قبر شریف کے پاس جاکر پڑھتا ہے تو آپ خود سنتے اور اسکا جواب دیتے ہین یہ نعمت کیا کم ہے بخلاف اُس شخص کے جو دور سے صلوۃ وسلام پڑھے کیونکہ وہ آپکو نہین پہونچتا نہ آپ اسکو سنتے ہین مگر بواسطہ فرشتے کے۔ اسکی دلیل بہت سی احادیث ہین جنکو مینے کتاب یاقوت الذکر یعنی درمنضود مین بیان کیا ہے از انجملہ ایک حدیث وہ جو کھری سند کے ساتھ منقول ہے اگرچہ اسکو غریب کہاگیا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے مین خود اس کو سنتا ہون اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے اسکی اطلاع مجھے دیجاتی ہے

اور علامۂ علی قاری مکی اپنی کتاب الدرۃ المضیہ فی الزیارۃ المصطفویہ مین لکھتے ہین۔

ومن اعظم فوائد الزيارة ان الزائر اذا صلى وسلم عليه عند قبره سمعه سماعًا حقيقيًا ورد عليه من غير واسطة بخلاف من يصلي او يسلم عليه من بعيد فان ذلك لا يبلغه الا بواسطة لما جاء عنه بسند جيد من

زیارت قبر اقدس کے بڑے فائدون مین سے ایک یہ ہے کہ زائر جب آپ کی قبر شریف کے پاس صلوۃ وسلام پڑھتا ہے تو آپ خود سنتے اور جواب عطا فرماتے ہین بخلاف اس شخص کے جو دور سے صلوۃ وسلام پڑھے وہ آپ کو نہین پہونچتا مگر بذریعہ فرشتے کے بوجہ اس کے کہ عمدہ سند سے منقول ہے کہ جو شخص

صلی علیّ عند قبری سمعته ومن صلی علیّ من بعید اعلمته	میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے مین اسکو سنتا ہون اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے اسکی اطلاع مجھے دیجاتی ہے۔

(۷) حدیث یعلم ما فی غد مشکوٰۃ مین ہے کہ ایک عورت نے آپ کے سامنے یہ مصرعہ پڑھا وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم مین ایک نبی ہین جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہین تو آپ نے منع فرمایا۔

(۸) حدیث ذوالیدین صحیح مسلم مین ہے کہ آپ نے عصر کی نماز دو ہی رکعت پڑھکر سلام پھیر دیا حضرت ذوالیدین نے پوچھا کہ نماز کم کردی گئی یا آپ کو نسیان ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ کچھ بھی نہین ہوا تب اور صحابہ نے بھی شہادت دی کہ ذوالیدین سچ کہتے ہین اس وقت آپ نے نماز پوری کی۔

(۹) حدیث لا ادری ترمذی ابن ماجہ وغیرہ مین ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نہین جانتا دنیا مین کب تک رہونگا لہذا تم میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کو اپنی عمر گرامی کی مقدار معلوم نہ تھی لہذا جمیع ماکان ومایکون کا علم کیسے ہوا۔

(۱۰) حدیث لا تدری ما احدثوا صحیح بخاری وغیرہ مین ہے حضور نے فرمایا کچھ لوگ قیامت کے دن دوزخ کی طرف جارہے ہون گے مین ان کو پہچان کر کہون گا کہ اے پروردگار یہ لوگ میری امت کے ہین ارشاد ہوگا کہ آپ نہین جانتے کہ آپ کے بعد انھون نے کیا کیا نئی باتین نکالین۔

اس حدیث سے وہ احتمال بھی مٹ گیا کہ مدعیان علم غیب کہتے ہین کہ علم غیب آپ کو آخر عمر مین ملا تھا کیونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے۔

اس مقصد کے متعلق سیکڑون احادیث ہین مگر بغرض اختصار صرف دس پر اکتفا کی گئی

حضرت مولٰنا العلامہ الشیخ محمد عبد الحی فرنگی محلی نور اللہ مرقدہ کے وقت مسئلہ علم غیب کا فتنہ شروع ہوگیا تھا چنانچہ کئی فتوے آپ کے مجموعۃ الفتاوے مین ہین منجملہ انکے ایک کی عبارت مناظرہ مین پیش بھی ہوچکی حضرت ممدوح کی اور کتاب بھی اسکا تذکرہ کرتی ہے۔ الآثار المرفوعہ مین فرماتے ہین۔

ومنها ما یذکرہ الوعاظ من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطی علم الاولین والاخرین مفصلا ووھب لہ علم کل ما مضی وما یاتی کلیا وجزئیا وانہ لا فرق بین علمہ وعلم ربہ	اور انھین موضوع روایات مین سے یہ ہے جو واعظ لوگ بیان کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلون اور پچھلون کا علم تفصیلی طور پر عطا ہوا اور آپ کو کل گذشتہ وآیندہ باتین کلی وجزئی بتادی گئین اور یہ کہ آپکے علم مین اور خدا کے علم مین

من حیث الاحاطة والشمول وانما الفرق بینهما ان علم الله ازلی ابدی بنفس ذاته بدون تعلیم غیره بخلاف علم الرسول فانه حصل له بتعلیم ربه - وهٰذا زخرف من القول و زور علے ما صرح به ابن حجر المکی فی المنح المکیة شرح القصیدة الهمزیة وغیره من ارباب الشعور -

والثابت من الآیات القرآنیة والاحادیث النبویة هو ان الاحاطة والشمول وعلم کل غیب مختص بجناب الحق ولم توهب هٰذه الصفة من جانب الحق لاحد من الخلق نعم علوم نبینا صلے الله علیه وسلم ازید واکثر من علوم سائر الانبیاء وتعلیم ربه الامور الغیبیة له بالنسبة الی تعلیمه غیره اکمل فهو صلی الله علیه وسلم اکمل علمًا وعملًا وسید المخلوقات رتبة وفضلًا -

محیط اور شامل کل ہونے مین کچھ فرق نہین - فرق صرف یہ ہے کہ اللہ کا علم ازلی ابدی ہے - خود بخود ہے کسی کی تعلیم سے نہین ہے بخلاف علم رسول کے کہ وہ آپ کو خدا کی تعلیم سے حاصل ہوا ہے - یہ عقیدہ بالکل باطل اور جھوٹا عقیدہ ہے جیسا کہ ابن حجر مکی نے منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ مین اور نیز دوسرے اہل علم نے اسکی تصریح کی ہے -

اور آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ محیط اور شامل کل ہونا اور ہر غیب کا جاننا حق تعالے کے ساتھ مخصوص ہے یہ صفت خدا کی طرف سے کسی مخلوق کو عطا نہین ہوئی - ہان ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم اور نبیون کے علوم سے بہت زیادہ ہین اور آپ کو جو تعلیم امور غیبیہ کی خدا نے دی وہ دوسرون کی تعلیم سے اکمل ہے پس آپ علمًا و عملًا سب سے زیادہ کامل اور رتبہ و بزرگی مین تمام مخلوقات کے سردار ہین -

ف ایک مرتبہ بمقام نانپارہ چند رضاخانی مولوی جمع ہوئے اور حضرت مولانا صاحب مدیر النجم سے مسألۂ علم غیب مین مناظرہ چاہا مگر جب مولانا صاحب تشریف لے گئے تو سب گھر کے اندر بیٹھ گئے باہر نہ نکلے انھین سے ایک صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا رسالہ انباء المصطفی لیکر آئے کہ یہ آپنے دیکھا ہے مولانا صاحب نے فرمایا نہین - کہنے لگے کہ اس کو دیکھ لیجیے تو مناظرہ ہو - مولانا صاحب نے اسی وقت سرسری نظر سے دیکھا تو وہ مقام نکالا کہ خان صاحب بریلوی نے منح مکیہ کی ایک عبارت نقل کرکے علم غیب ثابت کیا ہے - اسی وقت مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ رسالہ تو خیانات سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اب جس کا جی چاہے منح مکیہ کو دیکھ لے کہ مولوی احمد رضا خان نے نقل عبارت مین کیسی قطع و برید و بد دیانتی کی ہے - ۱۲

چند نکاتِ نفیسہ

(۱) جمیع اشیا کا علم خواہ از قسم غیب ہوں یا از قسم شہادت صرف اللہ تعالے کو ہے اور ایسا علم محیط شانِ خدائی کے لیے ضروری اور صرف اسی کے لیے کمال ہے۔ بندوں کے لیے نہ ایسا علم محیط ضروری ہے نہ یہ علم ان کے لیے کمال ہے بلکہ ہر بندہ کے لیے انھیں چیزوں کا علم موجب کمال ہے جنکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اسی لیے اصطلاح شریعت میں علم کے معنے ہی مخصوص ہو گئے۔ لغت میں تو ہر چیز کے جاننے کو علم کہتے ہیں مگر اصطلاح شریعت میں صرف اُن اشیا کے جاننے کا نام علم ہے جنکا جاننا وسیلۂ تقرب الٰہی و ذریعۂ رضائے ایزدی ہو۔ مثلاً ریل گاڑی کے بنانے اُسکے چلانے، ٹیلیگراف کے قواعد وغیرہ کو کوئی شخص جان لے تو اسکو اصطلاح شریعت میں عالم نہ کہیں گے۔ ہاں نماز روزہ وغیرہ کے مسائل کا جاننا علم کہا جائیگا یہی سبب ہے کہ انگریزی دانوں کو علما نہیں کہا جاتا بلکہ یہ لفظ مخصوص علم دین جاننے والوں کے لیے ہے۔ حدیث شریف میں ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ یہاں بھی علم سے یہی اصطلاحی معنی یعنی ضروریات دین کا جاننا مراد ہے۔ درحقیقت بندوں کے لیے اصل کمال رضائے مولیٰ جل جلالہ ہے اور جتنے کمالات ہیں سب اسی کمال اصلی کا ذریعہ و وسیلہ ہونے کی وجہ سے کمال سمجھے جاتے ہیں لہذا بندہ کے لیے علم بھی وہی کمال ہے جو رضائے مولے کا سبب بنے۔ [illegible]۔ پس اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سمندر کے قطروں اور ہر درخت کی پتیوں کا علم ہے وہ ہر وقت ہر شخص کے حرکات و سکنات سے واقف ہیں گویا مثل خدا کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو یہ چیز آپ کے لیے باعث کمال نہیں ہے بلکہ اس کی نفی آپ کی ذات مقدس سے کرنا ہی آپ کی شان کے لائق ہے۔ آپ کا قلب مبارک علوم ربانیہ و معارف الٰہیہ کا خزانہ ہے نہ ماسوا کی صورتوں اور حرکات و سکنات کا آئینہ۔

(۲) حدیث عُلِّمتُ علم الاولین والآخرین کا مطلب یہ ہے کہ اولین و آخرین کو جو علم حاصل تھا یعنی تقرب الٰہی اور رضائے مولے کے وسائل جس قدر انکو تعلیم دیے گئے تھے سب کا علم مجھے عطا فرمایا گیا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مقربان بارگاہ الٰہی کے جاننے میں یعنی اصطلاح شریعت میں جس چیز کو علم کہتے ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمسر و مساوی نہیں نہ کوئی ملک مقرب آپ کی برابری کر سکتا ہے نہ کوئی نبی مرسل

(۳) کسی شئی کا عالم کسی شخص کو کہنا دو صورتوں میں منحصر ہے اول یہ کہ وہ شخص اس شئے کے تمام مسائل یا تمام

افراد کو جانتا ہو دوسرے یہ کہ تمام نہیں تو مقدار کثیر کو جانتا ہو مثلاً فقہ کا عالم اس شخص کو کہینگے جو فقہ کے تمام
مسائل یا ایک مقدار کثیر کو جانتا ہو کسی کو دس بیس مسائل فقہ کے معلوم ہو گئے کہ وضو مین چار فرض
ہین فرض نمازون مین اتنی رکعات ہین نماز کے فرایض و واجبات یہ ہین صرف ان چند باتون کے جاننے
سے اسکو عالم فقہ نہین کہہ سکتے۔ علیٰ ہذا عالم طب اسی شخص کو کہین گے جو طب کے تمام مسائل یا انکی مقدار
کثیر کا علم رکھتا ہو صرف اس قدر جان لینے سے کہ زنجبیل حار ہے کافور بارد ہے سقمونیا مسہل صفرا ہے
تعفن اخلاط سے حمیٰ پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ عالم طب نہین ہو سکتا۔
اس تمہید کے ذہن نشین کرنے کے بعد اب سمجھو کہ عالم الغیب یا غیب دان کس کو کہہ سکتے ہین اسکی بھی
دو صورتین ہین یعنی غیب کی تمام باتین جانتا ہو یا غیب کی باتون کی ایک مقدار کثیر جانتا ہو تو غیب کی تمام
باتون کا جاننا حق تعالے کے ساتھ قطعاً مخصوص ہے یہ تخصیص آیات قرآنیہ سے ایسی صراحت کے ساتھ ثابت
ہے کہ اسکے خلاف عقیدہ رکھنے کو فقہاے کرام کفر لکھتے ہین جیسا کہ مباحثہ ہذا مین بیان ہوا اب رہا مقدار کثیر کا
جاننا تو اسکے متعلق یہ بات خیال کرنے کی ہے کہ ہر شے کی مقدار کثیر باعتبار اسکے کل کے ہوا کرتی ہے۔ کثرت و
قلت ایک اضافی چیز ہے مثلاً کل کی مقدار سو ہے تو چالیس پچاس بھی اسکا کثیر کہا جا سکتا ہے لیکن اگر کل
کی مقدار ہزار ہو تو چالیس پچاس کو اسکا کثیر نہین کہہ سکتے۔ پس اب ضروری ہوا کہ غیب کی تمام باتونکی تعداد معلوم
ہو کہ وہ لاکھ ہین کہ کرور کتنی ہین پھر یہ معلوم ہو کہ انمین سے کتنی باتین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی گئین ان دونون
امور کے معلوم ہونیکے بعد دیکھا جائے کہ حضور کو جس قدر امور غیبیہ بتلائے گئے وہ بلحاظ کل کے کثیر ہین یا نہین
حالانکہ یہ دونون امور مجہول ہین کون جانتا ہے کہ غیب کی تمام باتین کتنی ہین اور کون جانتا ہے کہ انمین سے
کتنی باتین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی گئین دینے والا جاننے یا پانے والے جانین۔ تیسرے کو کیا خبر۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب یا غیب دان یا غیب کا جاننے والا کسی طرح نہین کہا جا سکتا نہ کل
کے لحاظ سے نہ مقدار کثیر کے لحاظ سے۔
یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم مین حق تعالے نے عالم الغیب کا لفظ تو اپنے لیے مخصوص کہا انبیاء علیہم السلام کے لیے
اظہار اور اطلاع کا لفظ استعمال فرمایا قولہ تعالی۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من
رسول (ترجمہ) اللہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہین کرتا مگر پسندیدہ رسولون پر۔ وقولہ تعالی
ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء (ترجمہ) اللہ ایسا نہین کرتا کہ تمکو غیب
پر مطلع کرے ولیکن اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔
دیکھو ان دونون آیتون مین حق تعالے نے انبیاء علیہم السلام کے لیے غیب پر اظہار غیب پر اطلاع کا لفظ استعمال

فرماتا ہے۔ غیب کا علم ان کے لیے ثابت نہ کیا بلکہ عالم الغیب اپنے کو فرمایا۔
(۴) قرآن مجید مین جہان جہان غیب کا لفظ آیا ہے ان سب آیتون کو جمع کرو اور سیاق وسباق سے ملا کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ آیاتِ قرآنیہ مین غیب کا اطلاق صرف دو چیزون پر ہوا ہے وحیِ الٰہی پر اور وقت قیامت پر انبیاء علیہم السلام کو جس غیب پر اطلاع دینے کی بابت ارشاد فرمایا ہے وہ وحیِ الٰہی ہے۔ یہ میرا مقصود نہین ہے کہ غیب کا لفظ از روے لغت ان دو چیزونکے لیے مخصوص ہے۔ لغت مین تو تمام اشیاے غائبہ کو غیب کہتے ہین۔

تحقیق سوم

بقیہ چھ مسائل کے متعلق مختصراً اس وقت صرف یہ لکھنا کافی ہے کہ حضرت مولٰنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب دامت برکاتہم اور تمام اہل حق تمام اہل سنت وجماعت کا مسلک وہی ہے جسکو رضاخانی فرقہ شعار وہابیت قرار دیتا ہے فقہ حنفی کی تمام کتب معتبرہ مین حنفیہ کا مذہب وہی بیان کیا گیا ہے جس کو یہ فرقہ معیار وہابیت کہتا ہے۔ حضرت علامہ مولٰنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی رحمہ اللہ کے مجموعۃ الفتاوٰی جلد اول و دوم مین یہ سب مسائل باستثنا امکان والے مسئلہ کے موجود ہین جس کا جی چاہے دیکھ لے وہی مسلک حضرت مولٰنا مدیر النجم کا ہے رہا مسئلۂ امکان اسکے متعلق صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ خدا کی ذات تمام عیوب ونقائص سے بری اور پاک ہے اور خدا کی قدرت بہت بڑی ہے ہمارے وہم وخیال سے بالاتر ہے اور بس

تحقیق چہارم

ترجمۂ حضرت مولٰنا ابو الحسنات محمد عبد الحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی شہر باندا مین ۲۶۔ ذیقعدہ یوم سہ شنبہ ۱۲۶۴ھ مین ہوئی جبکہ آپ کے والد ماجد حضرت مولٰنا محمد عبد الحلیم صاحب وہان نواب ذو الفقار الدولہ مرحوم کے مدرسہ مین مدرس تھے دس برس کی عمر مین حفظ قرآن اور کتب انشا وخط وغیرہ سے فارغ ہوے اس وقت آپ کے والدِ علامہ جون پور مین حاجی امام بخش مرحوم کے مدرسۂ عربیہ مین مدرس تھے۔

سترہ برس کی عمر مین تمام کتب درسیہ عربیہ سے فراغت حاصل ہوئی اور اسی وقت سے تصنیف وتدریس مین مشغول ہوئے۔

تصنیف کی حالت یہ کہ صرف۔ نحو۔ منطق۔ فلسفہ۔ اصول مناظرہ۔ علم تاریخ۔ فقہ۔ حدیث۔ مناظرہ

RARE BOOK NOT TO BE ISSUED

مین چھوٹی بڑی تقریباً سو کتابین تالیف فرمائین کتب درسیہ پر حواشی لکھے - شرح وقایہ کے حاشیہ نے علمائے زمانہ کو شرح وقایہ پڑھانا آسان کردیا - مولٰنا عبدالحق خیرابادی سے جو معقولات مین ایک فنی ہونے کا رتبہ رکھتے تھے معقولات مین مناظرہ ہوا اور آخر مین وہ ساکت ہوگئے - نواب مولوی صدیق حسن خان صاحب مرحوم والی بھوپال سے (جو حضرات غیر مقلدین مین ایک اعلیٰ پایہ رکھتے تھے) مناظرہ ہوا آخر مین نواب صاحب اور انکی تمام جماعت کو ساکت ہونا پڑا - ابراز الغی اور تذکرۃ الراشد اس مناظرہ کی یادگار اور قابل دید ہین -

مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مرحوم سے (کہ وہ بھی غیر مقلدین مین ایک بڑی نظر اور بڑی قابلیت کے عالم تھے) زیارت قبر شریف نبوی کے متعلق بحث ہوئی آخری کتاب اس بحث کی السعی المشکور بے نظیر مباحث حدیث سے لبریز ہے -

تمام تصانیف آپ کی عربی مین ہین سوا آٹھ کتابون کے -

تمام تصانیف آپ کے وسعت نظر اور بلند تحقیقات سے لبریز ہین خلوص نیت اور تصانیف آپکا خاص شغل تھا تدریس کی یہ حالت ہے کہ استاذی مولٰنا سید محمد عین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ - مولٰنا محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم - مولٰنا عبدالباری صاحب عظیم آبادی مرحوم - مولٰنا عبدالاحد صاحب مرزاپوری مرحوم - مولٰنا انوار اللہ صاحب مرحوم استاذ حضور نظام دکن خلد آشیان - مولانا حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم ندوہ جیسے ذی علم اور قابل علما آپ کے تلامذہ مین ہین -

وعظ بھی آپ کا بے نظیر ہوتا تھا منقولات صحیحہ کا انبار حشو و زوائد سے پاک - اہل علم کے لیے دلپذیر ہوتا تھا -

سند حدیث آپ کی بہت عالی ہے آپ اپنے والد سے سند لی اور ان کو علامہ شیخ جمال حنفی شیخ الاسلام مکہ معظمہ اور علامہ سید احمد دحلان مفتی شافعیہ مدرس حرم شریف نبوی اور عارف باللہ مولٰنا شیخ عبدالغنی دہلوی مہاجر مدنی نقشبندی مجددی اور مولٰنا حسین احمد ملیح آبادی تلمیذ مولٰنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہم سے سند تھی پھر بلا واسطہ سید احمد دحلان اور مولٰنا شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ سے بھی سند لی اور بڑے بڑے اکابر بلاد اسلامیہ نے جو اُس وقت تھے آپ کو سندین دین اور بڑے بڑے مناقب آپ کے لکھے -

آخیر وقت تک انھین مشاغل علمیہ اور خدمت خلق اللہ مین مشغول رہے - شب دوشنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مین وفات پائی - انا للہ وانا الیہ راجعون - انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت آپکے مفصل حالات اور کمالات آپ کے بیان کیے جائینگے - واللہ الموفق - فقط